بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡھَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

ربیع الثانی ۱۴۰۳ ہجری

تبلیغ ۱۳۶۳ ہش

فروری ۱۹۸۴ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مدیرانِ اعزازی

ملک صلاح الدّین صاحب بھارت، مبارک احمد صاحب ساقی لنڈن

کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

شرح چندہ ماھنامہ "انصار اللہ"

پاکستان		۲۰/ بیس روپے سالانہ	
امریکہ۔ کینیڈا۔ جزائر فجی	بذریعہ ہوائی ڈاک	۱۵ پندرہ	ڈالر ″
	″ بحری ڈاک	۸ آٹھ	″ ″
دیگر ممالک	بذریعہ ہوائی ڈاک	۶ چھ	پونڈ ″
	″ بحری ڈاک	۳ تین	″ ″

فہرست مضامین

پبلشر : چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر : سیّد عبدالحئی

مطبع : ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت : دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

قیمت فی پرچہ : ۲ دو روپے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]

یہ نشان ایک لڑکے کے متعلق تھا جس میں اس کی علامات اور صفات یہ بیان کی گئی تھیں۔

(۱)۔ یہ لڑکا ۱۸۸۶ء سے نو سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہوگا۔

(۲)۔ وہ آپ کی یادگار ہوگا۔

(۳)۔ وہ بشیر اوّل کے بعد پیدا ہوگا۔

(۴)۔ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء تک وہ پیدا نہیں ہوا۔

(۵)۔ اس کا ایک نام بشیر ثانی دوسرا محمود ہوگا۔

(۶)۔ وہ فضلِ عمر ہوگا۔

(۷)۔ عمر پانے والا ہوگا۔

(۸)۔ دُنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

(۹)۔ کلام اللہ کا شرف اس کے ذریعہ ظاہر ہوگا۔

(۱۰)۔ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔

(۱۱)۔ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔

(۱۲)۔ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔

(۱۳)۔ کشفی طور پر اس بچے کا نام آپ نے مسجد کی دیوار پر لکھا دیکھا۔ (اس کی تعبیر یہ تھی کہ وہ جماعت کا امام ہوگا)

(۱۴)۔ وہ صاحبِ دولت اور عظمت ہوگا۔

(۱۵)۔ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔

(۱۶)۔ وہ صاحب شکوہ ہوگا۔

(۱۷)۔ اُس کا آنا جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔

(۱۸)۔ قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

(۱۹)۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔

(۲۰)۔ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔

جب یہ پیشگوئی شائع ہوئی تو آریہ سماج کے لیڈر پنڈت لیکھرام نے ان صفات کے حامل بچے کے بارہ میں اپنی کتاب کلیات آریہ مسافر میں لکھا:۔

"خدا اس سفر (ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر۔ ناقل) کو نہایت منحوس بتلاتا ہے۔ مجھے خدا نے کہا ہے مرزا کی ذریت جلد منقطع ہوجائے گی۔ غایت درجہ تین سال شہرت رہے گی۔" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۵ تا ۴۹۶)

پیشگوئی کا تمسخر اڑانے والے کا جو حشر ہوا۔ اسے اگلے ماہ کے شمارہ میں پیش کریں گے۔ لیکن آج صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ جس بچے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خبر دی تھی۔

(۱)۔ پچیس سال کی عمر میں خدا نے انہیں قبائے خلافت پہنائی۔

(۲)۔ انہوں نے چھہتر سال عمر پائی۔

(۳)۔ نصف صدی سے ایک سال زائد یعنی اکاون برس تک آپ نے خلافت کی۔

(۴)۔ اُن کے عہد میں جماعت احمدیہ کا نام دُنیا کے کناروں تک پہنچا۔

(۵)۔ اپنوں اور بیگانوں نے ان کی ذہانت اور کامیاب قیادت کو دادِ تحسین ادا کیا۔

(۶)۔ اُن کے عہد بابرکات میں قرآن مجید کا ترجمہ مختلف زبانوں میں ہوا۔

(۷)۔ جس دن آپ خلیفہ ہوئے خزانہ میں چند ٹکے تھے۔ جب آپ رخصت ہوئے تو بقول ایک عظیم احراری لیڈر کے ان کی جماعت پاکستان اور ہندوستان میں سب سے مضبوط جماعت تھی۔ یہ اقرار راقم الحروف کے رُوبرو انہوں نے کیا۔

(۸)۔ اُن کے عہد میں جماعت نے ہر جہت سے اور ہر سمت ترقی کی۔

(۹)۔ قرآن مجید کا اردو ترجمہ اور تفسیر اور متعدد کتُب ان کی ہمیشہ رہنے والی یادگار ہے۔

(۱۰)۔ خلافت کو انہوں نے ایسی مضبوط سلاخوں سے باندھا کہ اب کوئی بدباطن اسے اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتا۔

وہ واقعی جماعت کے لئے، دُنیا کے لئے رحمت کا نشان تھے۔ وہ اسلام کی صداقت کا نشان تھے کہ غیر مُسلموں کے مطالبہ پر چالیس دن کی دُعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ نشان دُنیا کو عطا فرمایا تھا۔ جس کی نظیر غیر مُسلم نہ لا سکے۔ اگر کسی نے اس پیشگوئی کے بارہ میں حسد اور تمسخر کا رنگ اختیار کیا تو اُس کا حشر دُنیا کے لئے دیدۂ عبرت بنا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کا ایک قول

محدثین میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا پایہ بہت بلند ہے۔ اُن کی کتاب کے بارہ میں کہا گیا ہے۔ اصح الکتُب بعد کتاب اللہ۔ کہ خدا کی کتاب قرآن کے بعد سب سے صحیح کتاب یہ ہے۔ اپنی اس کتاب کے آغاز میں امام صاحب نے ایمان پر بہت لطیف بحث کی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات جمع کئے گئے ہیں۔ ان میں ایک قول حضرت عمر بن عبد العزیز کا بھی آپ لائے ہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے عدی بن عدی کو لکھا:۔

اِنَّ لِلْاِیْمَانِ فَرَائِضَ وَ شَرَائِعَ. وَحُدُوْدًا وَ سُنَنًا فَمَنِ اسْتَکْمَلَهَا

اِسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَکْمِلْهَا لَمْ یَسْتَکْمِلِ الْاِیْمَانَ فَاِنْ

اَعِشْ فَسَاُ بَيِّنُهَا لَكُمْ حَتّٰى تَعْمَلُوْا بِهَا وَاِنْ اَمُتْ فَمَا اَنَا عَلٰى صُحْبَتِكُمْ بِحَرِيْصٍ ۔　　(بخاری کتاب الایمان)

کہ ایمان کے کچھ فرائض ہیں۔ کچھ اعمال کچھ اوامر و منہیات ۔ جس نے انہیں مکمل کیا۔ اُس نے ایمان مکمل کیا اور جس نے انہیں مکمل نہ کیا اس نے ایمان کی تکمیل نہ کی۔ اگر میں زندہ رہا تو میں ان کی وضاحت کروں گا تاکہ تم اس پر عمل کرو۔ اور اگر میں مر گیا تو مجھے تمہاری رفاقت کی کوئی زیادہ خواہش بھی نہیں۔

قرآن مجید کی آیات کے بعد امام بخاریؒ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے اس قول کو لائے ہیں تا مضمون کی وضاحت ہو جائے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و ارشادات لائے ہیں تا ایمان کا مفہوم واضح ہو سکے۔

ان اقوال میں سے ایک قول کتاب الصّلوٰۃ میں یہ ہے:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت انسؓ جنہیں دس برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت قریبی صحبت نصیب ہوئی فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِیْ ذِمَّتِهٖ ۔

(بخاری ابواب الصلوٰۃ باب فضل استقبال القبلۃ)

کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کو قبلہ بنایا۔ ہمارا ذبیحہ کھایا۔ یہ وہ مسلم ہے جسے اللہ اور اس کے رسول کا ذمّہ حاصل ہو گیا۔ پس اللہ اور رسولؐ کے ذمّہ اور عہد کو توڑنا مت۔

یہی حدیث ترمذی میں بھی آئی ہے وہاں الفاظ یہ بھی ہیں کہ:۔

فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا دِمَاءُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ

کہ جب وہ یہ کریں تو اُن کے خون اور اموال ہم پر حرام ہیں سوائے جو اموال میں اللہ کے مقرر کردہ حقوق ہیں۔ انہیں وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ اور ان کی وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو مسلمانوں کی ہیں۔　(ترمذی ابواب الایمان)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی کتاب الایمان میں امام صاحب لائے ہیں۔ حضرت ابن عمر راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔

(بخاری کتاب الایمان)

کہ اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے۔ایک یہ گواہی دینا کہ اللہ ایک ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول ہیں۔دوسرے نماز ادا کرنا۔تیسرے زکوٰۃ دینا۔چوتھے حج۔پانچویں رمضان کے روزے۔

اوپر باب ایمان کا ہے۔نیچے اسلام کی پانچ بناء کا ذکر ہے۔اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ اسلام اور ایمان یہاں مترادف ہے۔یعنی وہ مومن ہے جو ان پانچ بناء اسلام کا اقرار کرتا ہے اس میں آخری چار ارکان عمل سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام صاحب نے ایک باب اس بارہ میں یہ قائم کیا الایمان ھو العمل ایمان صرف زبانی اقرار کا نام نہیں عمل بھی ہے۔امام صاحب نے اس بحث میں یہ احادیث بھی نقل کی ہیں۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔

(بخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ)

کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ ہوں۔

اس کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ نہیں وہ مسلمان نہیں۔

حضرت انسؓ سے مروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امام صاحب یہ قول بھی لائے ہیں:۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔

(بخاری کتاب الایمان)

کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا۔جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

اسی باب میں یہ قول بھی ہے:۔

"کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بار ایک شخص کے پاس سے گذر ہوا۔وہ شخص اپنے بھائی کو شرم و حیا کی تلقین کر رہا تھا۔اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑو اس کو حیا تو ایمان کا حصہ ہے۔یا یہ کہ حیاء تو ہے ہی ایمان۔

ایک قول یہ بھی اسی باب میں ہے:۔

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ

کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے تو اس سے لڑنا کفر ہے۔

بخاری اور ترمذی میں وہ مشہور حدیث ہے کہ حضرت جبرائیل آئے انہوں نے صحابہ کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوالات کئے۔ ان میں سے ایک سوال یہ تھا۔ اسلام کیا ہے؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ اسلام یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت کرے۔ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ نماز ادا کرے۔ زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے۔

(بخاری کتاب الایمان باب سؤال جبرائیل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

امام صاحب اس بحث میں یہ حدیث بھی لائے کہ دین نام ہے خیر خواہی کا یعنی ہر ایک کا بھلا چاہنے کا۔ امام ترمذی (جنہیں بخاری کا خلیفہ کہا جاتا ہے)۔ اس سلسلہ میں ان کی کتاب سے بعض حدیثیں درج ذیل ہیں :-

(۱)۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنَّا ۔ (ترمذی ابواب البیوع باب ماجاء فی کراھیۃ الغش فی البیوع)

کہ جس نے خرید و فروخت میں کسی کو دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔ وہ ہمارا نہیں یعنی مسلمان نہیں۔

(۲)۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"جس نے صبح کی نماز پڑھی اُسے خدا کا ذمہ حاصل ہوگیا"۔ پس خدا کے ذمہ کو نقصان نہ پہنچانا۔

(ترمذی ابواب الفتن باب من صلّی الفجر فھو فی ذِمّتہ)

(۳)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"مومنوں میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق بہتر ہیں اور وہ اہل و عیال سے سلوک بہتر کرتا ہے"۔

(ترمذی ابواب الایمان باب ماجاء فی استکمال الایمان)

(۴)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

بَیْنَ الْکُفْرِ والایمانِ ترکُ الصَّلٰوۃ (ترمذی ابواب الایمان باب ماجاء فی ترک الصّلٰوۃ)

کہ ایمان اور کفر کے درمیان حد فاصل نماز کا ترک ہے۔

(۵)۔ فرمایا :- جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد سے تعلق رکھتا ہے تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے مساجد کو وہی لوگ آباد رکھتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں"۔

(ترمذی ابواب الایمان باب ماجاء فی حُرمۃ الناس)۔

اِس باب کی تمام احادیث پر مجموعی نظر ڈالیں تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ایمان نام ہے دل کی عزیمت کا زبانی اقرار کا، اور کچھ اعمال کی سرانجام دہی کا۔ اور یہ مکمل اس وقت ہوتا ہے۔ جب خیر خواہی کرے۔ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے۔ کسی کو دھوکا نہ دے۔ کسی پر ہتھیار نہ اٹھائے۔ حیا و شرم کرے۔ اگر ایسا نہیں کرتا تو وہ مسلمان نہیں ہے لیکن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کیا وہ خدا کا عبد ہے یا نہیں۔ اس کی زندگی کا مقصد خدا کی رضا جوئی ہو۔ اس کا دل مسجد سے معلّق ہو۔ یا بموجب حدیث وہ خدا کی رحمت اور پناہ کے سایہ میں آسکے۔

دوسرا پہلو اس کے اخلاق کی تکمیل ہے۔ محدّثین نے اس بارہ میں ابواب قائم کر کے خُلق اور آداب سے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی احادیث جمع کی ہیں۔ انہوں نے مثبت اور منفی دونوں قسم کے اخلاق کو جمع کیا ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے ماں باپ اور رشتہ داروں سے سلوک۔ قطع تعلّق۔ بچیوں سے حُسنِ سلوک۔ یتیم کی کفالت۔ لوگوں سے رحم و کرم۔ خیر خواہی شفقت مسلمانوں کی غمخواری۔ قطع تعلّق۔ غیبت۔ حسد۔ تنفّر۔ خیانت۔ دھوکا دہی۔ پڑوسی سے حُسنِ سلوک۔ لوگوں سے حُسنِ سلوک گالی گلوچ عفو۔ اولاد کی تربیت۔ حُسنِ مکافات۔ شکریہ۔ گذرگاہوں کی صفائی۔ امانت۔ سخاوت۔ بخل۔ مہمان نوازی۔ خندہ پیشانی جھوٹ فحش گوئی۔ لعن طعن۔ بدظنّی۔ مزاح۔ ریاکاری۔ مدارات۔ حیاء۔ حلم۔ نرمی۔ پاسِ عہد۔ غصّہ۔ صبر۔ چغل خوری۔ انکساری تجسّس۔ اندازِ گفتگو۔ اطوارِ ملاقات۔ کے بارہ میں احادیث اپنی تصنیف میں جمع کی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آجکل اپنے خطباتِ جمعہ میں احباب کو اخلاق کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ یہ اخلاق ایمان اور مذہب کا حصّہ ہیں۔ انسان حقیقی مومن نہیں بن سکتا جب تک ان اخلاق کو اختیار نہ کرے جن کے اختیار کرنے کی اللہ اور اُس کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم نے تاکید کی ہے۔ اور ان سے بچے۔ جن سے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا اور منع فرمایا ہے ــــ مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"جو شخص ایمان کو قائم رکھنا چاہتا ہے۔ وہ اعمالِ صالحہ میں ترقی کرے۔ یہ رُوحانی امور ہیں اور اعمال کا اثر عقائد پر پڑتا ہے ...... ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اعمالِ صالحہ کثرت سے بجا لائے۔ اگر اس کی بھی یہی حالت رہی جیسی اوروں کی تو پھر امتیاز کیا ہُوا؟ اور خدا تعالیٰ کو ان کی رعایت اور حفاظت کی کیا ضرورت؟"

(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۳۶۶، ۳۶۷)

مذہب کے ان دو پہلوؤں کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس زور دار الفاظ میں ہمیں نصیحت فرماتے ہیں:-

"مَیں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اوّل خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو...... یاد رکھو۔ جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے...... یاد رکھو بغض کا جُدا ہونا میری علامت ہے...... تم کیوں صبر نہیں کرتے۔ میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہوگی۔ باہمی عداوت کا سبب کیا ہے۔ بخل ہے۔ رعونت ہے۔ خود پسندی ہے۔ اور جذبات ہیں...... جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے۔ اور باہم محبت اور اخوّت سے نہیں رہ سکتے۔ جو ایسے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں۔ جب تک عُمدہ نمونہ نہ دکھائیں۔ مَیں کسی کے سبب سے اپنے اُوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا

ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے اُس کو باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔ خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے۔ مگر وہ اُس کو سرسبز نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۴۸، ۴۹)۔

کامیابی کی کلید خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات پر عمل کرتے ہیں۔ ایمان صحیح اگر درخت ہے تو اسے سیراب کرنے والا پانی صالح اعمال ہیں۔ اللہ کے وہی بندے کامیاب وکامران ہوتے ہیں۔ جو صالح اعمال بجا لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ۔ (انبیاء آیت: ۱۰۶)

امام وقت کی آواز پر کان دھرنا۔ اس پر عمل کرنا۔ اُسے اپنا منشور بنانا۔ یہ کامیابی اور سعادت دارین کا موجب ہے۔ زندگی کے دونوں پہلوؤں کی تکمیل ضروری ہے۔ عبادت میں حُسن پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اخلاق کی تکمیل کیجیے کہ ہمارے آقا و ہادی مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے آنے کی غرض تکمیل مکارم اخلاق بیان فرماتے ہیں۔ ارشاد ہے۔

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ۔

میری بعثت کی غرض اچھے اخلاق کی تکمیل ہے — زندگی کے ان دونوں پہلوؤں کی تکمیل کی کوشش کیجیے۔ پھر دیکھیے خدا کے فضل کس طرح موسلا دھار بارش کی طرح آپ پر برستے ہیں۔

خدا حافظ

بچوں کو بُلایا۔ ہاتھ ہلا کر کہا "خدا حافظ" — "السلام علیکم"۔ اور میاں بشیر احمد صاحب ناظم اعلیٰ انصار اللہ صوبہ بلوچستان اس دُنیا سے رخصت ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

میاں بشیر احمد صاحب نہ صرف کوئٹہ میں بلکہ بلوچستان میں غیروں میں بھی جانی پہچانی شخصیت تھے۔ وہ ایک لمبا عرصہ تک حکومت پاکستان کے پاسپورٹ آفیسر رہے۔ آپ ایک دیانت دار۔ بے نفس اور فرض شناس افسر تھے۔

۱۹۴۲ء سے ۱۹۵۶ء تک پندرہ سال مسلسل کوئٹہ کی جماعت کے امیر رہے۔ ۱۹۶۰ء میں زعیم اعلیٰ اور ناظم اعلیٰ بلوچستان مقرر ہوئے اور آخری سانس تک آپ اس عہدہ پر فائز رہے۔ اس سال مرکزی اجتماع انصار اللہ میں شریک ہوئے۔ بقول ڈاکٹر صاحبان یہیں آپ پر دل کا حملہ ہوا۔ لیکن بیماری کی پرواہ کئے بغیر اجتماع کی کاروائی میں شامل ہوتے رہے۔ اجتماع کے ختم ہونے پر اپنی بیٹی ڈاکٹر عارفہ حفیظ کے پاس لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں پر ایک ماہ قیام کرنے کے بعد کوئٹہ تشریف لے گئے۔

ستائیس دسمبر کو اُن کی بڑی صاحبزادی ڈاکٹر صادقہ نعیم انہیں اپنے ساتھ کراچی لے گئیں۔ اور چودہ جنوری کو قریباً سوا سات بجے اپنے بچوں کو بُلایا، خدا حافظ کہا اور السلام علیکم کہہ کر رخصت ہو گئے۔ آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا۔ ہمارے آقا ایدہ اللہ نے خادم کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور پسماندگان سے فرمایا:-

"میاں صاحب سے حضور کے بہت پرانے تعلقات تھے اور وہ فقیرانہ طبیعت کے مالک تھے۔"

اور اس میں کیا شک ہے۔ بقول عدم ؎

تیری محفل میں بیٹھنے والے ؛ آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

میاں صاحب محترم سلسلہ کے فدائی باوقار، خاموش اور مستعد خادم سلسلہ، عاجزی و انکساری کے پیکر۔ مہمان نواز، دُعاگو، صابر، حلیم، اطاعت کے پابند بزرگ تھے۔

ہم جہاں محترم میاں صاحب کی بلندیٔ درجات کے لئے خدا کے حضور دست بدعا ہیں۔ وہاں آپ کی بیگم صاحبہ، بہنوں، بھائیوں بچّوں اور بچیوں سے تعزیّت کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں میاں صاحب کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق اور صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ ارْفَعْ دَرَجَاتِہٖ فِی عِلِّیِّیْن۔

مجلس انصار اللہ کوئٹہ نے ہمیں اس بارہ میں ایک ریزولیوشن بھجوایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں محترم میاں صاحب کا نعم البدل عطا فرمائے۔

بیت المقدس کی بے حُرمتی

بیت المقدس کے بارہ میں ایک مضمون اس شمارہ میں شائع ہو رہا ہے۔ جب سے بیت المقدس یہود نامسعود کے قبضہ میں گیا مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کے متعدد واقعات ہو چکے ہیں۔ یہود طاقت کے نشہ میں ہر مذہبی قدر کو پامال کر رہا ہے۔ اپریل ۱۹۶۷ء میں مجھے بیت المقدس جانے کا اتفاق ہوا۔ اس وقت مَیں نے دیکھا کہ یروشلم میں پتّھر کی دیوار کے اُس طرف یہودی سپاہی کھڑا ہے اور اِدھر عرب۔ اور عمّان سے لے کر یروشلم تک بہت کم اور نام کے حفاظتی اقدام تھے بلکہ نہ ہونے کے برابر۔ شاید مصائب کے یہ جھٹکے ہمیں بیدار کر دیں۔ الٰہی نوشتوں کے مطابق ایک روز آئے گا کہ اس مسموم ناسور کو نشتر دے کر جسدِ عرب سے نکالا جائے گا۔ خدا وہ دن جلد لائے۔ ہمارے لئے قرآنی حکم ہے کہ وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْھِبُوْنَ بِہٖ عَدُوَّ اللّٰہِ کہ مسلمانو! نظر بد رکھنے والوں کے مقابل اتنی تیاری کرو کہ خدا کا دشمن تم سے خوف کھاتا رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تین فروری کے خطبہ جمعہ میں جہاں احباب کو مسلسل دُعاؤں کے لئے توجہ دلائی وہاں آپ نے فرمایا:-

"عرب دُنیا سے یہ پریشان کُن خبر آئی ہے کہ کسی یہودی نے مسجد اقصیٰ کو بم سے اڑانے کی ذلیل اور کمینی

(باقی ص۲۷ پر)

ستاری، عفو، حسنِ سلوک

ستاری:۔ حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
مَنْ نَفَّسَ عن مسلم کربۃً مِنْ کُرَبِ الدُّنیا نَفَّسَ اللہ عنہ کُربۃً مِنْ کُرَبِ یَوْمِ القیامۃ ومَنْ یَسَّرَ علیٰ مُعْسِرٍ فِی الدُّنیا یَسَّرَ اللہ علیہ فی الدنیا والآخرۃ وَمَنْ سَتَرَ علیٰ مُسْلِمٍ فِی الدُّنیا سَتَرَ اللہ عَلَیْہِ فِی الدُّنیا والآخِرَۃ واللہُ فِی عَوْنِ الْعَبْدِ ما کانَ الْعَبْدُ فِی عَوْنِ اَخِیہِ۔ (ترمذی باب ما جاء فی الستر علی المسلمین)

ترجمہ:۔ جس نے کسی مسلمان کی دُنیا کی تکلیف دُور کی۔ اللہ نے اس کی قیامت کی تکلیف دُور کی۔ اور جس نے کسی تنگ دست کی تنگی کو دُور کیا۔ اللہ نے اس کی دُنیا اور آخرت کی تکلیف اور تنگی کو دُور کیا۔ اور جس نے کسی مسلمان کی دُنیا میں ستّاری کی۔ اللہ نے دنیا اور آخرت میں اُس کی ستاری فرمائی۔ اللہ اس وقت تک بندے کی مدد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔

عفو:۔ حضرت ابن عمر راوی ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میں خادم کو کب تک معاف کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا اُس نے پھر عرض کیا حضور اُسے کتنا معاف کروں حضور پھر بھی خاموش رہے۔ اس نے پھر پوچھا یا رسول اللہ کہاں تک اُسے معاف کروں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن میں ستّر بار اس سے عفوو درگزر کرو۔ (ترمذی ابواب البر والصلۃ باب ما جاء فی العفو عن الخادم)

حسنِ سلوک

:۔ ابو الاحوص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ میں ایک آدمی کی قیام گاہ سے گزرتا ہوں وہ میری مہمان نوازی نہیں کرتا۔ وہ میرے ہاں سے گذرے تو میں بھی وہی سلوک کروں۔ فرمایا نہیں تم اس کی مہمان نوازی کرو۔

حذیفہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسے نہ بنو کہ کہو اگر وہ نیکی کریں گے تو ہم نیکی کریں گے۔ اگر وہ بدی کریں گے تو ہم بھی بدی کا جواب بدی سے دیں گے۔ تم پرسکون رہو اگر وہ نیکی کریں تو تم نیکی کرو۔ اگر وہ بدی کریں تو بھی اُن پر ظلم نہ کرو۔ (ترمذی ابواب البرّ والصّلۃ باب ما جاء فی الاحسان والعفو)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(مکرم بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد وقیع الزمان صاحب نے یہ مقالہ اجتماع انصار اللہ ۱۹۸۳ء میں پڑھا۔ ادارہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرتِ پاک کے بارے میں آپ کے ایک صاحبِ قلم عاشقِ صادق حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رُبع صدی کے ذاتی مشاہدہ پر مبنی ایک اجمالی تصویر یوں کھینچتے ہیں :-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت رؤف و رحیم تھے۔ سخی تھے۔ مہمان نواز تھے۔ اشجع الناس تھے۔ ابتلاؤں کے وقت جبکہ لوگوں کے دل بیٹھے جاتے تھے۔ آپ شیرِ نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔ عفو۔ چشم پوشی۔ فیّاضی۔ خاکساری وفاداری۔ سادگی۔ عشقِ الٰہی محبتِ رسولؐ۔ ادبِ بزرگانِ دین۔ ایفاءِ عہد۔ حُسنِ معاشرت۔ وقار۔ غیرت۔ ہمت اولوالعزمی۔ خوش روئی اور کشادہ پیشانی۔ آپ کے ممتاز اخلاق تھے۔

مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اُس وقت دیکھا جب مَیں ۲ ½ دو برس کا بچہ تھا۔ پھر آپ میری ان آنکھوں سے اُس وقت غائب ہوئے جب مَیں ستائیس سال کا جوان تھا۔ مگر مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ مَیں نے آپ سے بہتر۔ آپ سے زیادہ خوش اخلاق۔ آپ سے زیادہ نیک۔ آپ سے زیادہ بزرگانہ شفقت رکھنے والا۔ آپ سے زیادہ اللہ اور رسولؐ کی محبت میں غرق رہنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ ایک نُور تھے جو انسانوں کے لئے دُنیا پر ظاہر ہُوا۔ اور ایک رحمت کی بارش تھے۔ جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اُسے شاداب کر گئی"۔		(سیرۃ المہدی حصّہ سوم)

یہ تو تھی ایک صاحبِ قلم کی کھینچی ہوئی تصویر۔ لیکن یہ تصویر غیر مکمّل رہے گی۔ اگر مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور قدیم صحابی حضرت منشی اروڑے خانصاحب رضی اللہ عنہ کے ایک واقعہ کا ذکر نہ کروں۔ حضرت منشی صاحبؓ نہ صرف ابتدائی ۳۱۳ صحابہ میں شامل تھے۔ بلکہ اوّلین بیعت کنندگان میں سے تھے۔ باوجود ملازمت کے زیادہ وقت حضرت کے قدموں میں بسر کرنے کی سعی کرتے تھے۔ ۱۹۱۶ء کا واقعہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کو آٹھ سال گذر چکے تھے۔ آل انڈیا Y.M.C.A. کے سیکرٹری مسٹر والٹر آنجہانی سلسلۂ احمدیہ کے بارے میں تحقیق کرنے کے لئے "قادیان آئے ہوئے تھے۔ اُن کی خواہش پر کہ اُن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی پرانے صحابی سے ملایا جائے۔ اُن کو حضرت منشی صاحب کی خدمت میں مسجد مبارک میں لایا گیا۔

مسٹر والٹر نے حضرت منشی اروڑے خان صاحب سے رسمی گفتگو کے بعد دریافت کیا کہ آپ پر حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے بارے میں سب سے زیادہ کس دلیل نے اثر کیا۔ حضرت منشی صاحبؓ نے جواب دیا کہ "میں زیادہ پڑھا لکھا آدمی نہیں ہوں اور زیادہ علمی دلیلیں نہیں جانتا۔ مجھ پر جس بات نے سب سے زیادہ اثر کیا وہ حضرت صاحب کی اپنی ذات تھی۔ آپ سے زیادہ سچا۔ اور زیادہ دیانتدار اور خدا پر زیادہ ایمان رکھنے والا شخص میں نے نہیں دیکھا۔ باقی میں تو اُن کے مُنہ کا بھوکا ہوں۔ مجھے زیادہ دلیلوں کا علم نہیں ہے۔" یہ کہہ کر حضرت منشی صاحب مرحوم پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور روتے روتے اُن کی ہچکی بندھ گئی۔ اُس وقت مسٹر والٹر کا یہ حال تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ اور ان کے چہرے کا رنگ ایک دُھلی ہوئی چادر کی طرح سفید پڑ گیا۔ بعد میں انہوں نے اپنی کتاب "احمدیہ موومنٹ" میں اس واقعہ کا خاص طور پر ذکر کیا۔ (اصحاب احمد جلد چہارم ص۶۴)۔

یہ وہ گہرا اور دلوں کو پاک کرنے والا اثر تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذاتِ اقدس نے اپنے قریب رہنے والے بچوں جوانوں اور بوڑھوں کے دلوں پر چھوڑا۔ حضور کی زندگی کا ہر لمحہ۔ انفاسِ قدسیہ میں سے ہر سانس۔ نظر کی ہر جنبش زبان اور قلم سے نکلا ہوا ہر لفظ حضور کے ارد گرد رہنے والوں کے لئے بطور ایک نشان کے تھا۔ کیونکہ وہ اُن کی قوتِ قدسیہ کا اثر خود اپنے دلوں اور اپنی روحوں پر دیکھ رہے تھے۔ اُن کے گناہ دُھل رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں رچی جا رہی تھی۔ عشقِ رسولؐ کا خمار بڑھ رہا تھا۔ عبادت کی لذّت تمام دُنیاوی لذّتوں سے بے نیاز کر رہی تھی۔ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کا نقش دلوں پر کندہ ہو رہا تھا۔ علم الیقین۔ عین الیقین میں اور عین الیقین حق الیقین میں تبدیل ہو رہا تھا۔ اور اُن میں سے ہر ایک کی ہر تبدیلی حضور کے مبارک ہاتھوں پر ظاہر ہونے والا ایک مستقل معجزہ تھا۔

پس جب موضوعِ سخن ایسی عظیم ہستی کی سیرتِ طیّبہ ہو۔ جس کی ہر حرکت اور سکون انقلاب آفرین ہو۔ اور جس کی زندگی کے ہر پہلو پر "قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن" کا مصداق ہو۔ اور ان عجائبات کا وہ حصّہ جو سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں محفوظ ہو چکا ہے۔ تمام کا تمام ایسا دلکش ہو کہ

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ٭ کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

تو میرے جیسے محدود علم اور عقل رکھنے والے آدمی کے لئے سب سے بڑی مشکل یہ پیش آتی ہے کہ وہ پابندیٔ وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کن باتوں کا انتخاب کرے اور کس کس کو چھوڑے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت چھان بین کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے بارے میں روایات اپنی کتاب "سیرت المہدی" میں جمع کی تھیں۔ اس کتاب کے تین حصّے شائع ہو چکے ہیں جبکہ حصّہ چہارم اور حصّہ پنجم کے مسوّدات موجود ہیں۔ جو نظر ثانی کے بعد ابھی شائع ہونا ہیں۔ آج کی مجلس میں بیان کرنے کے لئے میں نے غیر مطبوعہ حصّہ چہارم میں سے کچھ روایات کا انتخاب اس نظر سے کیا ہے کہ اُن سے حضور کی سیرت پاک پر بھی روشنی پڑے۔ اور روزمرّہ کے بعض مسائل سے عہدہ برآ ہونے میں بھی راہنمائی حاصل ہو۔

(۱)

منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے (یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مؤلف "سیرت المہدی" سے) بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو دورانِ سر کا عارضہ تھا۔ ایک طبیب کے متعلق سُنا گیا کہ وہ اس مرض کے علاج میں خاص ملکہ رکھتا ہے۔ اُسے بلایا گیا کرایہ بھیج کر کہیں دُور سے۔ اُس نے حضور کو دیکھا اور کہا دو دن میں آرام کردُوں گا۔ یہ سُن کر حضرت صاحب اندر چلے گئے۔ اور حضرت مولانا نورالدین صاحب کو رُقعہ لکھا کہ "اس شخص سے مَیں علاج ہرگز نہیں کرانا چاہتا۔ یہ کیا خدائی دعویٰ کرتا ہے"۔ اُس کو واپسی کے کرائے کا روپیہ اور مزید بیس پچیس روپے بھیج دیئے کہ یہ دے کر اُسے رُخصت کردو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(۲)

منشی ظفر احمد صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ سردرد کا دَورہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قدر سخت ہُوا۔ کہ ہاتھ برف کی مانند سرد ہوگئے۔ مَیں نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو نبض بہت کمزور ہوگئی تھی حضور نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اسلام پر کوئی اعتراض یاد ہو تو اس کا جواب دینے سے میرے بدن میں حرارت آجائے گی۔ اور دَورہ موقوف ہو جائے گا۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور اس وقت تو مجھے کوئی اعتراض یاد نہیں آتا۔ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی نعت میں سے کچھ اشعار آپ کو یاد ہوں تو پڑھیں۔ مَیں نے براہین احمدیہ کی نظم "اے خدا اے چارۂ آزارِ ما" خوش الحانی سے پڑھنا شروع کردی۔ اور آپ کے بدن میں حرارت آنا شروع ہوگئی۔ پھر آپ لیٹے رہے اور سُنتے رہے۔ اسی دوران مجھے ایک اعتراض یاد آگیا۔ اور مَیں نے عرض کرنا شروع کردیا کہ آیت "اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً" پر یہ اعتراض ہے کہ جو مشورہ کا محتاج ہے وہ خدائی کے لائق نہیں۔ "قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا" سے معلوم ہُوا کہ اُس کا علم بھی کامل نہیں۔ کیونکہ اُسے معلوم نہ تھا کہ یہ آئندہ فساد اور خونریزیاں کرے گا۔ "نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ" سے نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ پاکوں سے دشمنی اور ناپاکوں سے پیار کرتا ہے۔ "قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ"۔ بھلا یہ بھی کوئی جواب ہے؟ اس سے تو استدلال کی کمزوری جھلکتی ہے۔ پھر مَیں نے کہا کہ "عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا" میں بتایا گیا ہے کہ ایک آدمی کو الگ لے جاکر کچھ باتیں چپکے سے سمجھا دیں پھر فرشتوں سے کہا کہ تم بتادو اگر سچے ہو۔ اس میں فریب پایا جاتا ہے۔ جب مَیں نے یہ اعتراضات سُنائے تو حضور کو جوش آگیا۔ اور آپ فوراً اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور بڑے زور کی تقریر جواباً کی۔ اور بہت سے لوگ بھی آگئے۔ اور دَورہ ہٹ گیا۔

(۳)

حضرت نواب محمد علی خانصاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے۔ بیان کیا کہ پہلی دفعہ غالباً فروری ۱۸۹۱ء میں مَیں قادیان آیا۔ حضرتِ مسیح موعود علیہ السلام کی سادگی نے مجھ پر خاص اثر کیا۔ دسمبر ۱۸۹۲ء میں پہلے جلسہ میں شریک ہُوا۔ ایک دفعہ مَیں نے

حضرت صاحب سے علیحدہ بات کرنا چاہی۔ گو بہت تنہائی نہ تھی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت پریشان پایا۔ یعنی آپ کو علیحدگی میں اور خفیہ طور پر بات کرنا پسند نہ تھی۔ آپ کی خلوت اور جلوت میں ایک ہی بات ہوتی تھی۔

(۴)

منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ امرتسر میں جب آتھم کے ساتھ مباحثہ قرار پایا۔ تو بیس بیس یا پچیس پچیس آدمی فریقین کے شامل ہوتے تھے۔ ہماری طرف علاوہ غیر احمدیوں کے مولوی عبد الکریم صاحب اور سید محمد احسن صاحب امروہوی بھی موجود ہوا کرتے تھے۔ اور ایک شخص اللہ دیا لدھیانوی جلد ساز تھا جس کو توریت و انجیل خوب یاد تھی۔ کرنل الطاف علی خانصاحب رئیس کپورتھلہ عیسائیوں کی طرف بیٹھا کرتے تھے۔ ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ایک طرف عبد اللہ آتھم بیٹھتے تھے۔ دونوں فریق کے درمیان خلیفہ نور الدین صاحب جمونی اور خاکسار مباحثہ لکھنے والے بیٹھا کرتے تھے۔ اور دو آدمی عیسائیوں میں سے اسی طرح لکھنے کے لئے ہوتے تھے۔ بحث تقریری ہوتی تھی اور ہم لکھتے جاتے تھے۔ اور عیسائیوں کے آدمی بھی لکھتے تھے۔ اور بعد میں تحریروں کا مقابلہ کر لیتے تھے۔

ایک دن آتھم مقابلہ پر نہیں۔ اس کی جگہ پادری مارٹن کلارک پیش ہوا۔ یہ بہت بے ادب اور گستاخ آدمی تھا۔ اس نے چند لولے لنگڑے اندھے اکٹھے کرکے بٹھا دیئے اور کہا کہ آپ کو مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ ان پر ہاتھ پھیر کر اچھا کر دیں۔ اگر ایسا ہوگیا تو ہم اپنی کچھ اصلاح کر لیں گے۔ اس وقت جماعت میں ایک سناٹا سا پیدا ہوگیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ہمارے ایمان کی جو علامات قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں وہ ہیں استجابت دعا۔ فہم قرآن اور امور غیبیہ کی پیشگوئیاں۔ ان علامات میں تم ہماری آزمائش کر سکتے ہو اور اسی جلسہ میں کر سکتے ہو۔ لیکن تمہارے مسیح نے تمہارے ایمان کی یہ علامت قرار دی ہے کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو تم پہاڑ سے کہو گے چل تو وہ چل پڑے گا۔ لیکن میں تم سے اتنا بڑا نشان نہیں مانگتا۔ میں یہ ایک جوتی الٹا دیتا ہوں۔ اگر وہ تمہارے اشارے سے سیدھی ہو جائے تو ہم سمجھیں گے کہ تم میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے۔ اس وقت جس قدر مسلمان موجود تھے خوش ہو گئے۔ اور فریق ثانی پادری مارٹن کلارک کے ہوش گم ہو گئے

(۵)

منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ آتھم کے مناظرے میں آخری دن جب آتھم کو پیشگوئی سنائی گئی تو اس کا رنگ بالکل زرد ہوگیا۔ اور دانتوں میں زبان دے کر گردن ہلا کر کہنے لگا کہ میں نے حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو (نعوذ باللہ) دجّال نہیں کہا۔ حالانکہ اپنی کتاب "اندرونہ بائیبل" میں اس نے یہ لفظ لکھا تھا۔ پھر آتھم اٹھا اور گر پڑا۔ حالانکہ وہ بہت قوی آدمی تھا۔ پھر دو عیسائیوں نے اس کی بغلوں میں ہاتھ دے کر اسے اٹھایا۔ ایک شخص جگن ناتھ عیسائی مجھ سے اکثر باتیں کیا کرتا تھا میں نے اسے کہا کہ یہ کیا ہوگیا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ آتھم بے ایمان ہوگیا ہے اور ڈر گیا ہے۔

پھر جب ہم اپنی جگہ واپس آئے (غالباً ایک رئیس کریم بخش کی کوٹھی پر ہم ٹھہرے ہوئے تھے) تو کرنل الطاف علی خان ہمارے ساتھ ہو لئے۔ اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں حضرت صاحب سے تخلیہ میں ملنا چاہتا ہوں۔ کرنل صاحب کوٹ پتلون پہنے اور داڑھی مونچھ منڈوائے ہوئے تھے۔ میں نے کہا کہ آپ اندر چلے جائیں۔ باہر سے ہم کسی کو آنے نہ دیں گے۔ چنانچہ کرنل صاحب اندر چلے گئے۔ اور آدھ گھنٹے کے قریب حضرت صاحب کے پاس تخلیہ میں رہے۔ جب باہر آئے تو کرنل صاحب چشم پر آب تھے۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ نے کیا باتیں کیں جو ایسی حالت ہے۔ کہنے لگے کہ جب میں اندر گیا تو حضرت صاحب اپنے خیال میں بوریئے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حالانکہ بوریئے پر آپ کا صرف گھٹنا ہی تھا۔ اور باقی حصّہ زمین پر تھا۔ میں نے کہا حضور زمین پر بیٹھے ہیں! اور حضور نے یہ سمجھا کہ میں (یعنی کرنل صاحب) بوریئے پر بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔ اس لئے اپنا صافہ بوریئے پر بچھا دیا۔ کہ آپ یہاں بیٹھیں۔ یہ حالت دیکھ کر میرے آنسو نکل پڑے۔ اور میں نے عرض کی کہ اگرچہ میں ولایت میں بپتسمہ لے کر عیسائیت قبول کر چکا ہوں۔ مگر اتنا بے ایمان بھی نہیں ہوں کہ حضور کے صافے پر بیٹھ جاؤں۔ حضور فرمانے لگے کچھ مضائقہ نہیں۔ آپ بلا تکلّف بیٹھ جائیں۔ میں صافے کو ہاتھ سے ایک طرف کر کے بوریہ پر بیٹھ گیا۔ اور میں نے اپنا حال سُنانا شروع کیا کہ میں شراب بہت پیتا ہوں اور دیگر گناہ بھی کرتا ہوں۔ خدا رسول کا نام نہیں جانتا۔ لیکن میں آپ کے سامنے اس وقت عیسائیت سے توبہ کر کے مسلمان ہوتا ہوں۔ مگر جو عیوب مجھے لگ گئے ہیں۔ اُن کو چھوڑنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ استغفار پڑھا کرو۔ اور پنجگانہ نماز کی عادت ڈالو جب تک میں حضور کے پاس بیٹھا رہا۔ میری حالت دگرگوں رہی اور میں روتا رہا۔ اور ایسی حالت میں اقرار کر کے کہ میں استغفار اور نماز ضرور پڑھا کروں گا۔ آپ کی اجازت لے کر آگیا۔ وہ اثر میرے دل پر اب تک ہے

اگرچہ کرنل صاحب بہت آزاد طبع آدمی تھے۔ اس واقعہ سے دو تین سال بعد ایک دفعہ مجھے ملے تو انہوں نے کہا کہ استغفار اور نماز میں نے اب تک نہیں چھوڑی۔ یہ ضرور ہے کہ باہر اگر میں سیر کو چلا گیا اور نماز کا وقت آگیا تو میں چلتے چلتے نماز پڑھ لیتا ہوں۔ ورنہ اپنے مقام پر نماز اور قرآن شریف پڑھتا ہوں۔ ہاں دو وقت کی نمازیں ملا بھی لیتا ہوں۔

(۶)

حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پردہ کے متعلق دریافت کیا۔ اُس وقت میں ایک کام کے لئے حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہُوا تھا۔ اس وقت صرف میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی تھے۔ اور یہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے رہائشی مکان کا صحن تھا۔ جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے جنوبی بڑے کمرے کی چھت پر تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اُس وقت وہاں تشریف رکھتے تھے۔ میرے سوال پر حضور نے اپنی دستار کے شملے سے مجھے ناک کے نیچے کا حصّہ اور مُنہ چھپا کر بتایا کہ ماتھے کو ڈھانک کر (پردہ) اس طرح ہونا چاہیئے۔ گویا آنکھیں کھلی رہیں۔ اور باقی حصّہ ڈھکا رہے۔ اس سے قبل حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ سے میں نے ایک دفعہ دریافت کیا تھا۔ تو آپ نے گھونگٹ نکال کر دکھلایا تھا۔

[illegible]

(٦)

[illegible]

(٧)

[illegible]

(٨)

(۱۰)

منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے۔ مہمان خانہ میں آکر انہوں نے خادمانِ مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بستر اُتارے جائیں۔ اور سامان لایا جائے۔ چارپائی بچھائی جائے۔ خادمان نے کہا کہ آپ خود اپنا سامان اُتروائیں۔ چارپائیاں بھی مل جائیں گی۔ دونوں مہمان اس بات پر رنجیدہ ہوگئے۔ اور فوراً یکّہ میں سوار ہوکر روانہ ہوگئے۔ مَیں نے مولوی عبدالکریم صاحب سے ذکر کیا۔ تو مولوی صاحب فرمانے لگے "جانے بھی دو ایسے جلد بازوں کو"۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے یعنی اس طرح کہ جوتا بھی پہننا مشکل ہوگیا حضور اُن کے پیچھے تیز قدم چل پڑے۔ چند خدام بھی ہمراہ ہوگئے۔ مَیں بھی ساتھ تھا۔ نہر کے قریب پہنچ کر اُن کا یکّہ مل گیا۔ (یہ جگہ قادیان سے کم وبیش ۲½ میل کے فاصلہ پر تھی)۔ حضور کو آتا دیکھ کر وہ دونوں یکّہ سے اُتر پڑے۔ حضور نے انہیں واپس چلنے کے لئے فرمایا اور فرمایا کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے بہت دُکھ پہنچا ہے۔ چنانچہ وہ واپس آئے۔ حضور نے یکّہ میں سوار ہونے کے لئے انہیں فرمایا کہ مَیں ساتھ ساتھ چلتا ہوں۔ مگر وہ شرمندہ تھے اور سوار نہ ہوئے۔ اس کے بعد جب مہمان خانہ میں پہنچے تو حضور نے خود اُن کے بستر اُتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ مگر خدام نے سامان اُتار لیا۔ حضور نے اسی وقت دو نواڑی پلنگ منگوائے اور ان پر بستر کروائے۔ اور ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے۔ اور خود ہی فرمایا کہ اُس طرف چاول کھائے جاتے ہیں۔ رات کے لئے دُودھ کا پوچھا۔ غرضیکہ اُن کی تمام ضروریات اپنے سامنے مہیّا کروائیں۔ اور جب تک کھانا آیا وہیں بیٹھے رہے۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دُور سے یہاں آتا ہے۔ راستے کی صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کرتا ہُوا۔ یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ اَب میں منزل پر پہنچ گیا ہوں۔ اگر یہاں آکر بھی اُس کو وہی تکلیف ہو تو یقیناً اُس کی دل شکنی ہوگی۔ ہمارے دوستوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔

اس کے بعد جب تک وہ مہمان ٹھہرے رہے حضور کا یہ معمول تھا کہ روزانہ ایک گھنٹہ کے قریب اُن کے پاس آکر بیٹھتے۔ اور تقریر وغیرہ فرماتے۔ جب وہ واپس ہوئے تو صُبح کا وقت تھا۔ حضور نے دو گلاس دُودھ کے منگوائے اور اُنہیں فرمایا یہ پی لیجیئے۔ اور نہر تک اُنہیں چھوڑنے کے لئے ساتھ گئے۔ راستہ میں تھوڑی دیر کے بعد انہیں فرماتے تھے کہ آپ یکّہ میں سوار ہولیں۔ مگر وہ سوار نہ ہوئے۔ نہر پر پہنچ کر انہیں سوار کرا کر حضور واپس تشریف لائے۔

(۱۱)

شیخ کرم الٰہی پٹیالوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جن ایّام میں حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم انبالہ چھاؤنی میں دفتر سپرنٹنڈنگ انجنیئر انہار میں ڈرافٹسمین تھے۔ ہم کو مولوی عبداللہ صاحب سنوری کی معرفت معلوم ہُوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آجکل انبالہ چھاؤنی میں سٹیشن کے قریب والے بنگلہ میں تشریف فرما ہیں۔ ہم دس اشخاص پٹیالہ سے روانہ ہوئے چھاؤنی پہنچ کر سرائے متصل سٹیشن کی مسجد میں شب باش ہوئے۔ صبح آٹھ بجے کے قریب حضور کی قیام گاہ پر پہنچے۔ اطلاع ملنے پر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہوئے لفظ "اِلّا اللّٰہ" کی ضرب قلب پر لگاتا۔ کافی وقت اس عمل کو جاری رکھنے کے بعد قلب سے بجلی کی رَو کی طرح ایک لذت افزاء کیفیت شروع ہو کر سر سے پاؤں تک اس طرح معلوم ہوئی کہ جسم کا ذرّہ ذرّہ اُس کے زیر اثر تھا۔ آخر وہ کیفیتِ لذّت اس قدر بڑھی کہ ناقابلِ برداشت معلوم ہونے لگی اور مَیں نے خیال کیا کہ اگر یہ کیفیت اس سے زیادہ رہی تو اغلب ہے کہ مَیں بے ہوش ہو کر چارپائی سے نیچے گر جاؤں۔ چونکہ تنہا تھا۔ اس لئے خیال ہُوا کہ صبح اگر گھر کے لوگوں نے اس طرح گرا ہُوا دیکھا تو شاید وہ کسی نشہ وغیرہ کا نتیجہ خیال کریں۔ مَیں نے ذکر کو قصداً بند کر دیا۔ چونکہ رات کافی گذر چکی تھی۔ اس لئے تھوڑی دیر میں نیند آگئی۔ صبح بیدار ہونے پر حالت حسبِ معمول تھی۔ اس کے بعد مَیں نے بارہا اسی طرح عمل کیا۔ مگر وہ کیفیت پیدا نہ ہوئی۔ حضور نے سُن کر فرمایا اب آپ یہ چاہتے ہیں کہ وہ کیفیت پھر پیدا ہو۔ مَیں نے عرض کیا کہ میری خواہش تو یہی ہے۔ حضور نے فرمایا۔ "کس غرض سے آپ ایسا چاہتے ہیں؟" مَیں نے کہا کہ اُس میں ایک عالمِ سرور اور ایک قسم کی لذّت تھی۔ اُس جیسی لذت مَیں نے کسی اور شئے میں نہیں دیکھی۔ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ خدا کی عبادت لذّت کے لئے نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ حکم کی تعمیل اور اپنا فرض سمجھ کر کرنا چاہیئے۔ خدا چاہے تو اُس میں بھی اس سے بہتر لذّت پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر لذّت کو مدّنظر رکھ کر عبادت کی جائے۔ تو یہ لذّتِ نفس کی ہی ایک کیفیت ہے اس کے حصول کے لئے عبادت نفس کے زیر اِتّباع ہے۔ خدا کی عبادت ہر حال میں کرنا چاہیئے۔ خواہ لذّت ہو یا نہ ہو۔ وہ اُس کی مرضی پر ہے۔

پھر فرمایا یہ حالت جو آپ نے دیکھی یہ ایک سالک کے لئے راستہ کے عجائبات اور غُولِ راہ کے طور پر ہوتے ہیں۔ اور عارضی ہوتے ہیں۔ اس کے عارضی ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا کہ آپ اُسے پھر چاہتے ہیں لیکن اسی طرح ذکر کرتے پر بھی وہ لذّت حاصل نہ ہوئی۔ ہم آپ کو ایسی بات بتاتے ہیں جس میں مستقل لذّت پیدا ہوگی جو پھر جدا نہیں ہوگی۔ وہ اتباعِ سنّت اور اسوۂ حسنہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ جس کی غرض خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہو۔

فرمایا۔ ان فانی لذتوں کے پیچھے نہ پڑو۔ نماز خشوع و خضوع سے پڑھنی چاہیئے اور منہیات سے پرہیز ضروری ہے۔

(۱۳)

شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میرے گھر میں بوجہ کمزوری قویٰ وغیرہ دیرینہ مرض اٹھرا تھا۔ تقریباً دس بچے صغر سنی میں ضائع ہو گئے تھے۔ ہمیشہ حضرت مولوی صاحب (یعنی حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ) کا معالجہ جاری رہتا مگر کامیابی کی صورت پیدا نہ ہوئی۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ حالات سُن کر حضرت مولوی صاحبؓ نے ازراہِ شفقت نکاحِ ثانی کا اشارہ بھی کیا۔ لیکن میں اپنی مالی حالت اور دیگر مصالح کی بناء پر اس کی جرأت نہ کر سکا۔ آخر مولوی صاحب نے معالجہ تجویز کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دفعہ ان ادویات کا استعمال صورتِ حمل کے شروع دو ماہ سے کہ ساری مدّتِ حمل میں کرتے رہو۔ چنانچہ اس کے مطابق عمل ہوتا رہا۔ جب چھ سات ماہ کا عرصہ گذر گیا تو میری اہلیہ کو بخار اور مرضِ اسہال نے آگھیرا۔ جو خرابی جگر وغیرہ کا نتیجہ تھا۔ خاکسار نے حضرت مولوی صاحب کو مفصّل حال عرض کیا۔ مولوی صاحبؓ نے حالات سُن کر بڑی تشویش کا اظہار کیا اور فرمایا کہ ایسی صورت

ہیں نہ صرف بچّہ کی طرف سے اندیشہ ہے۔ بلکہ ایسی کمزوری اور دیرینہ مرض میں مولود کی ماں کے لئے بھی سخت خطرہ ہے۔ اور خاکسار سے فرمایا کہ نسخہ تو ہم تجویز کریں گے لیکن میری رائے میں ایسے موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص موقع لے کر دُعا بھی کرائی جائے۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ خاص وقت ملنا بھی تو مشکل ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ اس کے حصول کی تجویز یہ ہے کہ آپ ایک رُقعہ اس مضمون کا لکھ کر کہ میں ایک بات عرض کرنے کے لئے چند منٹ خلوت چاہتا ہوں حضرت صاحب کے پاس اندر بھیجو حضرت صاحب اندر بلالیں گے۔ اس وقت یہ استدعا اور ضرورتِ خاص عرض کر دینا۔ تو حضرت فوراً دُعا فرمائیں گے۔ چنانچہ خاکسار نے اس مضمون کا رقعہ لکھ کر پیراں دتّا کے ہاتھ (جو کہ حضرت صاحب کا خادم تھا) بھجوا دیا۔ کہ وہ حضور کے پیش کر دے۔ اُس نے تھوڑی دیر بعد واپس آکر بتلایا کہ حضرت صاحب نے رُقعہ پڑھ کر فرمایا کہ ہم ایک ضروری مضمون تحریر کر رہے ہیں۔ درمیان میں مضمون کا چھوڑ نا مناسب نہیں۔ اس لئے پھر فرصت کے وقت دیکھا جائے گا۔ خاکسار نے مولوی صاحب سے اس کا ذکر کیا تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب تو وقت نہیں ملے گا۔ کیونکہ کل پٹیالہ واپس جانا چاہتے ہو۔ پٹیالہ جا کر مفصّل خط حضرت صاحب کے نام لکھ دینا۔ حضرت صاحب خطوط پر دُعا فرما دیتے ہیں۔ اور جواب بھی دیتے ہیں۔ اس لئے ایک ہی بات ہے۔

اگلے دن صبح خاکسار کا روانگی کا ارادہ تھا۔ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر حضرت صاحب مسجد مبارک کی چھت پر تشریف فرما تھے۔ اور خاکسار اس انتظار میں تھا کہ موقع ملے تو حضرت صاحب سے رخصتی مصافحہ کیا جائے۔ اتنے میں حضرت صاحب کی نظرِ مبارک مجھ پر پڑی۔ تو میرے کچھ عرض کرنے کے بغیر حضور نے فرمایا۔ کل آپ کا رُقعہ پیراں دتّا لایا تھا۔ ہم اُس وقت ایک خاص مضمون کی تحریر میں مصروف تھے۔ اس لئے وقت نہیں مل سکا۔ وہ کیا کام تھا۔ خاکسار نے عرض کیا کہ کچھ ایسی ضروری بات نہ تھی۔ اگر ضرورت ہوئی تو میں پٹیالہ سے بذریعہ خط عرض کر دُوں گا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اگر کوئی خاص بات ہے تو اب بھی کہی جا سکتی ہے کیونکہ اس وقت اپنے ہی احباب بیٹھے ہیں۔ میں بوجہ حجاب سا محسوس ہونے کے خاموش رہا کہ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ وہ رُقعہ میرے ہی مشورہ سے تحریر میں آیا تھا۔ نیز مرض کے مفصّل حالات بیان کر کے فرمایا کہ چونکہ خطرہ دوہرا ہے۔ اس لئے میں نے ہی ان کو یہ دُعا کرانے کا مشورہ دیا تھا۔ حضور نے یہ سُن کر ہنستے ہوئے فرمایا کہ اگر یہی کام ہے تو دُعا کے لئے ایسا اچھا وقت اور کونسا ہو گا۔ اور اُسی وقت مجمع سمیت دُعا فرمائی۔ دُعا سے فارغ ہو کر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ "بس اتنی سی بات تھی یا کچھ اور بھی"۔

اسی حالت مرض و کمزوری میں بچّہ پیدا ہوا۔ جس کا خود کمزور ہونا ضروری تھا۔ بذریعہ خطوط حضرت مولوی صاحبؓ کے مشورہ سے معالجہ وغیرہ ہوتا رہا۔ رفتہ رفتہ زچّہ اور بچّہ کو افاقہ اور صحت حاصل ہوئی۔ میری اولاد میں صرف وہی بچّہ زندہ سلامت ہے۔ بشیر احمد نام ہے۔ ایم۔ اے (علیگ) ایل ایل بی ہے۔ دو بچّوں کا باپ ہے۔ اُس کی تعلیم بھی بالکل مخالف حالات اور ماحول میں محض خدا کے فضل سے ہوتی رہی۔ میرا ایمان ہے کہ یہ سب حضرت اقدس کی اُس خاص دُعا کی استجابت کا ظہور ہے۔ اور ظہور بھی ایک خاص معجزانہ رنگ میں۔

(۱۴)

رسول بی بی بیوہ حافظ حامد علی صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ بعض دفعہ مرزا نظام دین کی طرف سے کوئی رذیل آدمی اس بات پر مقرر کر دیا جاتا تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دے۔ چنانچہ بعض دفعہ ایسا آدمی ساری ساری رات گالیاں نکالتا رہتا تھا۔ آخر جب سحری کا وقت ہوتا تھا تو حضرت جی کہتے کہ اب اس کو کھانے پینے کو کچھ دو۔ یہ تھک گیا ہوگا اور گلا خشک ہو گیا ہوگا۔ میں حضرت جی کو کہتی کہ ایسے کم بخت کو کچھ نہیں دینا چاہیئے۔ تو آپ فرماتے کہ یہ اگر کوئی بدی کریں گے تو خُدا دیکھتا ہے۔ ہماری طرف سے کوئی بات نہیں ہونی چاہیئے۔

واخر دعوٰنا ان الحمدُ للہِ ربّ العٰلمین۔

انصار بھائی توجہ فرمائیں

(۱)

انصار بھائیوں کو نئے سال کی آمد مبارک ہو۔ اُمید ہے کہ آپ نے اصلاح وارشاد کا کام شروع کر دیا ہوگا۔ تا اپنے نئے سال کے ٹارگٹ بیعت اور ٹارگٹ نئے احمدی دیہات کو جلد تر پُورا کر کے امام وقت کو خوشخبری سُنانے والوں میں شامل ہو کر ان کی دُعائیں لے سکیں۔

(۲)

ہمارے نئے سال کا پہلا ماہ جنوری تو گذر گیا ہے جملہ انصار بھائی اپنے عہدیداران سے مل کر اصلاح وارشاد کے انفرادی اور اجتماعی پروگراموں کو بہتر رنگ میں سرانجام دیں اور ان میں کامیابی کے حصول کے لئے انفرادی دعاؤں کے علاوہ اجتماعی دُعاؤں کا بھی پروگرام بنائیں مثلاً روزانہ نماز مغرب باجماعت کے علاوہ کسی ایک دن نماز تہجد بھی مسجد میں ادا کریں تا ہم بھی مشاہدہ کریں کہ :-

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے ؎ اے میرے فلسفیو زورِ دُعا دیکھو تو

(قائد اصلاح وارشاد انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

فی فضل الجهد

مکرم محترم محمد اسلم صابر صاحب ربوہ

شَبَابَ الْقَوْمِ عَزْمًا وَ اجْتِهَادًا
فَذَلِكَ مِنْ مَفَاتِيحِ الْكَمَالِ
فَمَنْ جُهْدٍ بِصِدْقٍ بَعْدَ وَقْتٍ
يَصِيْرُ مُعَزَّزًا عَبْدُ الرِّجَالِ
وَفِي كَدْحٍ لَا قَدْحٍ تَفُوْزُ
حَقِيْقٌ ذَا وَلَا مَحْضُ الْخَيَالِ
نَكَمْ مِنْ خَامِلٍ فِي قَعْرِ ذُلٍّ
بِجُهْدٍ جَاهِدٍ نَالَ الْمَعَالِي
وَاِنْ لَمْ تَحْتَقِرْ كَسْلًا وَعَجْزًا
فَاِنَّكَ لِلْمَرَاتِبِ غَيْرُ نَالٍ
وَمَنْ غَاصَ الْبُحُوْرَ بِغَيْرِ خَوْفٍ
فَنَالَ بِجُهْدِهٖ كَنْزَ اللَّآلِي
اَحَبَّ اِلَيَّ قَوْلُ مِنْ حَكِيْمٍ
"وَمَنْ طَلَبَ الْعُلٰى سَهِرَ اللَّيَالِي"
فَيَا آمَالُ لِلْوَطَنِ الْعَزِيْزِ
بِكُمْ وَبِكُمْ لَهٗ ضَوْءُ الْجَمَالِ
وَقَدْ حَمَلَ الصَّلِيْبُ عَلَى الْهِلَالِ
فَكُرُّوْا وَارْفَعُوْا اَعْلَمَ الْهِلَالِ
تَنَالُوْنَ افْتِخَارًا بِالضَّحَايَا
فَلَا ذَا كَانَ مِنْ قِيْلٍ وَقَالٍ

محنت کی فضیلت

ترجمہ

قوم کے نوجوانو! پختہ عزم اور محنت شاقہ سے کام لو۔ یہی چیز حصولِ کمال کی کلید ہے۔

صدقِ دل سے محنت کرنے والا غلام بھی آخر کار معزز بن جاتا ہے۔

کامیابی کی ضامن محنت ہے شراب کا جام نہیں۔ یہ حقیقت ہے خیالِ خام نہیں۔

کتنے ہی قعرِ مذلت میں ڈوبے ہوئے گمنام لوگ محنت شاقہ سے بلند مقامات تک جا پہنچے۔

اگر تو سستی اور غفلت سے نفرت نہیں کرے گا۔ تو کبھی اعلیٰ مراتب حاصل نہ کر سکے گا۔

سمندر میں جو کودے بے خطر وہ خزانے موتیوں کے لوٹتا ہے۔

کسی دانا کا یہ قول مجھے بہت پسند ہے کہ "بلندیوں کا طلب گار راتوں کو جاگتا ہے"۔

پس اے میرے وطنِ عزیز کی امیدو! تمہارے اور صرف تمہارے دم سے وطن کو تابشِ جمال ملے گی۔

صورتِ حال یہ ہے کہ صلیب نے ہلال پر یلغار کر دی ہے پس بہادرو! پلٹ پلٹ کر جھپٹو اور پرچم ہلال بلند رکھو۔

قربانیوں سے ہی تمہیں قابلِ فخر مقام حاصل ہوگا۔ خالی باتوں سے کچھ نہ بنے گا۔

وَ تَجْرِی الْعَیْنُ مِنْ هَمٍّ دُمُوْعًا
لِاَنَّ الدِّیْنَ وَدَّعَ مِنْ رِحَالٍ
نَسْعٰی سَعْیًا ثُمَّ سَعْیًا ثُمَّ سَعْیًا
فَلَا عِنْدِیْ سِوٰی ذَاكَ الْمَقَالِ
فَهَلْ اَنْتُمْ نَسِیْتُمْ شَانَ اَسْلَافٍ
فَكَمْ نَالُوْا الْعُلٰی فَوْقَ الْجِبَالِ
اَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُثْمَانِ وَّ عُمَرٍ
عَلِیٍّ خَالِدٍ سَعْدٍ بِلَالٍ
وَفِیْ هٰذَا الزَّمَانِ تَرَوْنَ بَطَلًا
جَلِیْلًا مِنْهُ ذُقْ حُلْوَ الْمَقَالِ
"لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ كَانَ اُكْلِیْ
وَصِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَهَالِیْ"

آنکھ اس غم سے اشکبار ہے کہ دین گھروں سے رخصت ہوا جاتا ہے۔
پس کوشش! کوشش! اور کوشش! اس کے سوا میرے پاس کوئی پیغام نہیں۔
کیا تم اپنے اسلاف کی شانِ عظیم فراموش کر بیٹھے ہو۔ وہ رفعتوں میں پہاڑوں سے بلند تر تھے۔
مثلاً ابوبکرؓ۔ عثمانؓ۔ عمرؓ۔ علیؓ۔ خالدؓ۔ سعدؓ اور بلالؓ کی عظمتوں کو بھول گئے ہو!
نیز اس زمانہ میں بھی تم ایک بطلِ جلیل کو دیکھتے ہو۔ اے مخاطب! ذرا اس کی لذتِ گفتار تو دیکھنا۔ فرماتے ہیں۔
"کبھی دستر خوانوں کے بچے کھچے ٹکڑے میری غذا تھے اور آج ان گنت خاندان میرے دستر خوان پر پل رہے ہیں۔"

انصار کا فرض

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"آپ کا نام انصار اللہ سوچ سمجھ کر رکھا گیا ہے۔ آپ نے اس نام کی عزت کا خیال ہمیشہ رکھنا ہے۔ پندرہ سے چالیس سال کی عمر کا زمانہ جوانی اور اُمنگ کا زمانہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس عمر کے افراد کا نام خدام الاحمدیہ رکھا گیا ہے تاکہ وہ خدمتِ خلق کے سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کریں اور چالیس سال سے اُوپر والوں کا نام انصار اللہ رکھا گیا ہے۔ اس عمر میں انسان اپنے کاموں میں استحکام پیدا کر لیتا ہے۔ پس جہانتک ہو سکے آپ دین کی خدمت کی طرف توجہ کریں۔ اور یہ توجہ مالی لحاظ سے بھی ہوتی ہے اور دینی لحاظ سے بھی ہوتی ہے۔ دینی لحاظ سے آپ لوگوں کا فرض ہے کہ عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کریں اور دین کا چرچا زیادہ سے زیادہ کریں تاکہ آپ کو دیکھ کر آپ کی اولادوں میں بھی نیکی پیدا ہو جائے۔ آپ لوگوں کو ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور اپنی اولادوں کو بھی ذکرِ الٰہی کی تلقین کرتے رہنا چاہیئے۔"

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

بکُلّی الگ ہیں وسائل سے رہتے
فقط ان کی آنکھوں میں تصویرِ یار ہے
دیکھتے ہیں بس اُسی کی رعنائیاں
وہ سُنتا ہے جب بھی پکارو اس کو
جس کی راہ میں نہیں کوئی ہوتی رکاوٹ
نہ کرتا ہے یار طوالت کا شکوہ
نہ باری کا جھگڑا نہ ڈانٹ کا خطرہ
شب و روز جاری ہے رحمت کی بارش
وہ سُن کر مومن کا عاشقانہ ترانہ
دیتا ہے "اِنّی قریبٌ" کا مژدہ
فقط یہ شرط ہے کہ عمل ہو صالحانہ طلب صادقانہ
مُدعا طالب کا ہو عارفانہ منصفانہ
محبوبِ حقیقی کی تجلیات کو دیکھ کر
قائم ہے بس دُعا پہ یہ میرا آشیانہ

(محمد اقبال پراچہ ۔ سرگودہا)

بقیہ اداریہ بیت المقدس کی بے حُرمتی از صاا

حرکت کی ہے .... ان مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کی خاطر جماعتِ احمدیہ قربانی کے لئے تیار ہے یہ وہ جہاد ہے جو قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔ اور اس جہاد میں جماعت احمدیہ بڑھ چڑھ کر حصّہ لے گی۔"

بیت المقدس کی یہ بے حُرمتی مسلمان ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ کاش! یہ بڑی طاقتیں یہود کو سمجھا سکیں کہ اگر عالمِ اسلام ایک بار بیت المقدس کی بازیابی کے لئے اُٹھ کھڑا ہُوا تو اس کا نتیجہ اُن کے حق میں بھی اچھا نہ ہو گا۔ اور مسلمان کسی خدا کے بندے کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے جان ہتھیلی پر رکھ کر کفن باندھ کر چلے آئیں گے۔ ؎

اے وطن تُو نے پکارا تو لہو کھول اُٹھا ؛ تیرے بیٹے تیرے جانباز چلے آتے ہیں

بدر کے میدان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا نتیجہ

(مدیر)

تین فروری کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت المقدس کی حفاظت کے لئے دعا کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:۔

"آپ کے ساتھ فی الحال لڑائیاں کی جا رہی ہیں تو آپ یہاں بیٹھ کر دعا کے جہاد میں تو شامل ہو سکتے ہیں۔ جنگ بدر بھی تو اسی خیمے میں جیتی گئی تھی جس میں بیٹھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقبول دعا ہی کا اثر تھا کہ میدان جنگ میں صحابہؓ کو عظیم الشان فتح نصیب ہوئی۔ اس لئے بیت المقدس کے شعائر اللہ کی حفاظت کے لئے دعائیں کریں۔"   (الفضل ۵ فروری صا)

بدر کی جنگ سترہ رمضان ۲ھ ہجری میں لڑی گئی۔ مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی اور صنادید کفار ایک ہزار کی تعداد میں کیل کانٹے سے لیس تھے۔ ابن ہشام کی روایت کے مطابق مسلمانوں کے پاس صرف تین گھوڑے تھے۔ مرثد بن ابی مرثد کے گھوڑے کا نام سبل تھا۔ مقدادؓ بن عمرو کا گھوڑا بعزجہ تھا اور زبیرؓ بن عوام کا گھوڑا یعسوب۔ اس کے بالمقابل مشرکین کے پاس سو گھوڑے تھے۔ قریش کے سبھی سردار آج اسلام کے استیصال کے لئے بدر کے میدان میں خیمہ زن تھے۔ ابو جہل مکہ سے چلا تو خانہ کعبہ پر ہاتھ رکھ کر اس نے دعا کی کہ اے اللہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے اُسے اس دنیا میں پیس کر رکھ دے اور بدر کے میدان میں اس نے یہ دعا کی

اللّٰھُمَّ اَقْطَعُنَا لِلرَّحِمِ وَاٰتَانَا بِمَا لَا یُعْرَفُ فَاَحِنْہُ الْغَدَاۃَ   (ابن ہشام صـ۲۵۶)

اے اللہ جو رشتہ داریوں کو کاٹ رہا ہے اور نئی چیز لایا ہے اُسے پیس کر رکھ دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے میدان میں ایک جھونپڑے میں اپنے خدا سے مدد طلب کر رہے تھے۔ اور اللہ کو اس کا وعدہ یاد دلا کر کہہ رہے تھے۔

اِنْ تُھْلِكْ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ الْیَوْمَ لَا تُعْبَدْ۔   (ابن ہشام صـ۲۵۷)

اے اللہ اگر آج یہ چھوٹا سا گروہ ہلاک ہو گیا تو تیری عبادت کون کرے گا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا سے عرض کی

بَعْضَ مُنَاشَدَتِكَ رَبَّكَ فَاِنَّ اللّٰہَ مُنْجِزٌ لَكَ مَا وَعَدَكَ

یا رسول اللہ بس کیجئے دعا کافی ہو گئی۔ اللہ آپ سے اپنا وعدہ پورا کرے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابو بکرؓ! خدا کی مدد آ گئی۔ یہ دیکھو جبرائیل گھوڑے پر سوار لگام تھامے نظر آ رہا ہے۔

گھوڑے کے سامنے کے دانتوں پر سفر کا غبار نظر آرہا ہے۔ یہ کشفی نظارہ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا۔ آپ جھونپڑے سے باہر تشریف لائے اور فرمایا:۔

قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے آج جو استقامت سے خدا کی رضا کے لئے ثابت قدم رہے گا۔ پیٹھ نہیں پھیرے گا۔ اللہ اُسے جنّت نصیب کرے گا۔

ابن عفراء نے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ بندے کے کس فعل پہ تبسّم فرماتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ ننگے بدن خون میں نہاتا ہے۔ ابن عفراء نے اپنی زرہ اتار دی اور دشمنوں پر ٹوٹ پڑے اور خون میں نہا گئے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سردارانِ قریش آج رُسوا ہوں گے۔ آپ نے میدانِ جنگ میں مختلف جگہ نشان لگائے فرمایا یہاں فلاں سردار مرا پڑا ہوگا۔ یہاں فلاں سردار دم توڑے گا۔ اور اسی طرح ہُوا۔ وہ صنادید عرب پھر بدر کے میدان سے واپس گھر لوٹ کر نہ گئے۔ ستّر قتل ہوئے۔ ستّر قید ہوئے۔

تاریخ نے اِس جنگ میں شہید ہونے والے صحابہؓ کے نام بھی محفوظ کئے ہیں۔ ان کی تعداد ابن ہشام نے آٹھ بیان کی ہے۔ مشرکین کے کئی سردار اُن مظلوموں کے ہاتھوں آج اپنے انجام کو پہنچے جو انہیں تختۂ ستم بنایا کرتے تھے۔

بلالؓ پر ظلم و ستم توڑنے والا اُمیّہ آج بلالؓ کے ہاتھوں واصلِ جہنم ہُوا۔ اور بلالؓ نے اس کو دیکھ کر نعرہ بلند کیا کہ آج اُمیّہ بچ کر نکل جائے تو بلالؓ کا پھر کیا جینا۔ اس کے علاوہ زید بن ملیص کو بلال نے قتل کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں حنظلہ۔ عبیدہ۔ عتیبہ۔ شیبہ۔ حارث۔ عبدالعزیٰ۔ نوفل جو حضرت ابوبکرؓ اور طلحہؓ بن عبیداللہ کو اسلام لانے کی وجہ سے رسیوں میں جکڑا کرتا تھا۔ عمیر بن عثمان۔ ابو مسافع الاشعری۔ مسعود بن ابی امیّہ بن مغیرہ۔ عبداللہ بن منذر بن ابی رفاعہ۔ حاجب بن سائب۔ منبّہ بن حجّاج۔ ابوالعاص بن قیس۔ نضر بن حارث قتل ہوئے۔ گویا حضرت علیؓ کی تلوار نے آج کفّار سردار کا سر پُر غرور خاک میں ملا دیا۔ مسلمانوں پر ظلم و ستم توڑنے والوں کے کتنے سردار آج اُن کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچے۔

عمّار بن یاسر، ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ کو کفّارِ مکّہ میں سخت زد و کوب کرتے۔ اُن کی والدہ سمیّہ کو تو ظالموں نے نہایت وحشت سے شہید کر دیا تھا۔ آج اُن کے ہاتھوں حارث بن ذمعہ۔ عمرو بن تمیم کا ایک بہت بڑا پہلوان۔ ابو قیس بن فاکہہ اور عامر قتل ہوئے۔ عقبہ بن ابی معیط جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی پشت مبارک پر سجدہ کی حالت میں اونٹنی کی بچہ دانی رکھی تھی۔ آج عاصم بن ثابت کے ہاتھوں قتل ہُوا۔

ابوجہل دو نو عمر صحابہ معوّذ اور معاذ کے ہاتھوں قتل ہُوا۔ ابھی اس میں جان باقی تھی کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا سر تن سے جدا کیا۔ حضرت حمزہ کی تلوار کے گھاٹ اُترنے والوں میں سے عتبہ بن ربیعہ تھا۔ یہاں واضح رہے کہ بعض مشرکین کے قتل میں ایک سے زیادہ صحابہ شریک تھے۔ دو تین صحابہؓ کے تلوار کے وار سے وہ قتل ہُوا۔ نوفل بن عبد مناف۔ ذمعہ بن اسود۔ عقیل۔

(باقی ص ۳۹)

بیت المقدّس

از مکرم خالد رشید رانا صاحب ــــ کولون مغربی جرمنی

وہ گھر جسے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیت اللہ کے آباد ہونے کے کئی سو سال بعد تعمیر کیا۔ یہ تعمیر ایک خواب کی تعبیر تھی جس وجہ سے اس کا نام بیت ایل یعنی اللہ کا گھر رکھا۔ یہ وہ گھر ہے جس میں حضرت یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تک سارے پیغمبروں نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا۔ یہ وہ گھر ہے جو روئے زمین پر مسلمانوں کا سب سے پہلا قبلہ بنا۔ یہ وہ گھر ہے جس میں حضرت مریمؑ نے تربیت پائی۔ یہ وہ گھر ہے جہاں سے سرورِ کونین نے شب معراج میں عالم ملکوت کی طرف پرواز کی تھی۔ یہ وہ گھر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کے بعد دُنیا کے تمام مقامات پر فضیلت عطا کی۔ لیکن یہ سارے فضائل یہودیوں نے خاک میں ملا دیئے اور اس کے تقدس کو پامال کر کے رکھ دیا۔

ایک مصری مؤرخ بیت المقدس کے بارہ میں یوں بیان کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے بیٹے حضرت اسحٰق علیہ السلام جو دو ہزار سال قبل مسیح کنعان کی سرزمین میں جو آج شام کہلاتی ہے آباد تھا۔ جب آپ کی شادی ہوئی تو بیس برس بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹے عطا کئے۔ بڑے کا نام عیسو اور چھوٹے کا نام حضرت یعقوبؑ تھا۔ جب دونوں بیٹے جوان ہوئے تو بڑے نے شکار کرنے اور حضرت یعقوبؑ نے بھیڑ بکری پالنے کا شوق و شغل اختیار کیا۔ حضرت اسحٰق کو عیسو کے ساتھ بہت پیار تھا۔ جبکہ حضرت یعقوبؑ کے ساتھ آپ کی والدہ حضرت ربقہ بہت پیار کرتی تھیں۔ کسی وجوہ کی بناء پر عیسو حضرت یعقوبؑ سے حسد کرنے لگ گیا۔ اور ایذا رسانی کے درپے ہو گئے۔ حضرت یعقوب سے کہا کہ بیٹے تم اپنے ماموں لابن کے پاس چلے جاؤ اور وہیں قیام کرو۔ حضرت یعقوبؑ اپنی ماں کے حکم کے مطابق اپنے ماموں کی طرف چلے گئے۔ راستہ میں سفر کی تھکاوٹ محسوس ہوئی تو زمین پر لیٹ کر سو گئے۔ نیند کی حالت میں خواب دیکھا۔ اللہ جلّ شانہٗ کا دیدار نصیب ہؤا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اَے یعقوب میں تمہارا ربّ ہوں۔ مَیں نے تمہیں اپنے مقربین میں شامل کر لیا ہے۔ ہم تم پر برکتیں نازل کریں گے۔ تمہیں مال اور اولاد کی دولت سے مالا مال کر دیں گے۔ تمہیں پیغمبری عطا کر کے دُنیا کی امامت مرحمت فرمائیں گے۔ حضرت یعقوبؑ جب نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کو بہت خوشی اور مسرّت محسوس ہوئی۔ جب آپ ماموں کے گھر پہنچے تو آپ نے اپنا سارا خواب اُن سے بھی بیان فرمایا تو آپ کے ماموں نے کہا۔ بیٹے غم نہ کر اللہ تمہیں ایک بلند مقام عطا کرنے والا ہے۔ حضرت یعقوبؑ کئی سال اپنے ماموں کے ہاں ٹھہرے اور ان کی دو بیٹیوں (پہلے لادی پھر راحیل) سے شادی کی۔ جب واپس وطن جانے کا شوق ہؤا تو سوچا کہ ہو سکتا ہے اتنا عرصہ دراز گزرنے کے بعد بڑے بھائی کے دل سے کدورت و حسد

مٹ گیا ہوگا۔ آپ نے اجازت لی اور مال مویشی اور اہلِ خاندان کو لے کر کنعان کی طرف چل پڑے۔ جب آپ دورانِ سفر اسی جگہ پہنچے جہاں آپ نے خواب دیکھا تھا۔ تو آپ کو مطلع کیا گیا کہ عیسو بدستور بغض وکینہ دل میں رکھتا ہے۔ پھر خدا کے حکم کے مطابق آپ نے اپنا سارا ساز و سامان اونٹوں سے اُتارا وہیں رہائش اختیار کر لی۔ کیونکہ یہ وہ جگہ تھی جہاں اُن کو سعادت نصیب ہوئی تھی۔ تھوڑی مدت گزرنے کے بعد آپ کا بڑا بھائی عیسو آپ کے پاس آیا اور گلے لگ کر خوب رویا۔ پھر دونوں بھائی مل جل کر وہیں رہنے لگے۔ انہوں نے اپنے بچوں کو اس جگہ پر مسجد بنانے کا حکم دیا۔ جہاں آپ نے خواب دیکھا تھا۔ جب مسجد مکمل ہوگئی تو آپ نے اس کا نام بیت ایل یعنی اللہ کا گھر رکھا۔

جب حضرت یعقوبؑ کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ بنے تو آپ نے اپنے کنبہ کو مصر بلا لیا اور مستقل رہائش وہاں اختیار کر لی۔ حضرت یوسف علیہ السلام اسّی سال تک مصر کے بادشاہ رہے۔

حضرت یعقوبؑ کے مصر آجانے کے بعد ۱۳۵۱ء قبل مسیح تک بیت المقدس پر اموریوں کا قبضہ رہا۔ ۱۳۵۱ء قبل مسیح میں حضرت یوشع بن نون نے بیت المقدس پر حملہ کیا تاکہ اس کو اموریوں کے چنگل سے نجات دلائی جائے۔ لیکن یہ حملہ ناکام رہا۔ لیکن پھر دوسرے حملہ میں کامیابی ہوئی اور بیت المقدس پھر اسرائیلیوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ جب یہودیوں نے گمراہی اختیار کی۔ احکام الٰہی کو چھوڑ دیا اور ان کی زندگی طوائف الملوکی کا شکار ہوگئی تو بیت المقدس پھر ان کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ ۵۸۶ء قبل مسیح میں بیت المقدس پر بخت نصر نے حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اس کے بعد اسرائیلی انبیاء نے اسے نئے سرے سے تعمیر کیا۔ ۱۰۹۹ء میں ایک صلیبی بادشاہ گاڈ فری نے پھر بیت المقدس پر حملہ کیا۔ اسے فتح و مغلوب کر کے مسلمانوں کو باہر نکال دیا۔ جبکہ مسلمانوں کا بیت المقدس پر قبضہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ سے چلا آرہا تھا۔ اس حملہ کے دوران مسلمان عورتوں بچوں اور بوڑھوں نے مسجد اقصیٰ میں پناہ لی لیکن ظالموں نے یہاں بھی ان پر رحم نہ کیا۔ صلیبیوں نے مسجد میں داخل ہو کر ان کو شہید کر دیا۔ مسجد کا تمام صحن لہو میں ڈوب گیا۔ صلیبیوں نے ۱۰۹۹ء سے ۱۲۳۷ء تک بیت المقدس پر قبضہ جمائے رکھا۔ اس کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی شاہ مصر نے بیت المقدس پر حملہ کر کے اسے صلیبیوں کے ناپاک ہاتھوں سے چھڑایا۔ اب پھر جون ۱۹۶۷ء میں یہودیوں نے برطانیہ۔ امریکہ۔ اٹلی اور فرانس کی مدد سے بیت المقدس پر حملہ کر کے اس پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے۔ مسجد کی بے حرمتی کی گئی۔ جوتوں سمیت داخل ہو کر شراب نوشی کی گئی اور پھر ایک مذموم صیہونی سازش کے تحت ایک یہودی مائیکل ریحان نامی نے ۲۱ راگست ۱۹۶۹ء کو مسجد اقصیٰ کو آگ لگا کر جلا دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

یہ جو مسلمانوں کے ہاتھوں سے بیت المقدس کا قبضہ نکلا ہے یہ بھی ایک پیشگوئی کے ماتحت ہے اس کا زمانہ ختم ہونے پر انشاء اللہ پھر یہ ملک واپس رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کے ہاتھوں میں آجائے گا۔ خواہ بہت جلد خواہ کچھ وقفہ کے بعد لیکن آپ بیت المقدس کی فتح ظاہری جنگوں سے نہ ہوگی بلکہ اس رات کے دیکھے ہوئے نظارہ کے سبب سے ہوگی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ اسراء رات کو بیت المقدس کا دیکھا تھا جس کا مفہوم قرآن کریم کی سورہ بنی اسرائیل کے شروع میں واقعہ اسراء کی تفسیر سے ملتا ہے۔ اللہ وہ دن جلد لائے کہ ہم اپنی آنکھوں سے بیت المقدس کو مسلمانوں کے قبضہ میں دیکھیں آمین ؁

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

گویا جنات کا ایمان لانا تاثیرات قرآنی کا ایک کرشمہ ہے۔

جنّوں کے کون سے وفد آئے تھے کہاں کہاں سے آئے تھے؟ ان کی قومیں کیسے اسلام کی آغوش میں آتی گئیں۔ یہ تاریخ اشاعت قرآن کا ایسا پس منظر ہے جو کہ آج تک پردۂ اخفا میں ہے اب کچھ روشنی ہوئی ہے اور حقائق تاریخ کی روشنی میں آنے لگے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے تفسیر صغیر کے نوٹوں اور بخاری شریف کی شرح از سید زین العابدین شاہ صاحب کے بیان فرمودہ حقائق کا افشاء ہو رہا ہے۔

جن قوموں نے وفد بھیجے تھے۔ اُن میں سے بعض کا لٹریچر دستیاب ہو چکا ہے۔ جس میں وفد بھیجنے کا ذکر ہے۔ مثلاً "افغان قوم" کیسے مسلمان ہو گئی؟ تاریخ افاغنہ میں یہ لکھا ہوا موجود ہے کہ افغان دراصل بنی اسرائیل ہیں۔ ان کے ہاں قدیم روایت ہے کہ

پیغمبرِ عرب کے دعویٰ سے مطلع ہو کر ہم نے ایک وفد بھیجا۔ اس وفد نے واپس آکر ہمیں اطلاع کی۔ اس طرح ہم مسلمان ہونا شروع ہوئے۔

افغان علماء کا یہ خیال ہے کہ قرآن مجید نے جنّوں کے جس وفد کا ذکر کیا ہے۔ اس سے مراد افغان قوم کے وفود ہیں۔ حد یہ ہے کہ آج سے ہزار سال پہلے کے بعض افغان علماء کا یہی خیال تھا۔ ۵۲۸ ہجری میں ابوالخطیب شیرازی نے اپنی کتاب ائمۃ الافاغنہ میں یہ بات لکھی ہے۔ ان کے نزدیک سورہ احقاف میں جنّوں کے ذکر والی آیت لائی ہے۔ روایات میں "مکّی زندگی" میں جنّوں کے وفد کے آنے کا ذکر ہے۔ "تاریخ افاغنہ" میں "مدنی زندگی" میں آنے کا ذکر ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ مدنی زندگی والا افغان وفد جو کہ ۷۲ افراد پر مشتمل تھا۔ آخری وفد تھا جس کا ذکر تاریخ میں محفوظ رہ گیا۔ اس سے پہلے مکّی دَور میں چھوٹے چھوٹے وفد آتے رہے۔ ان کا ذکر تاریخ میں نہیں ہُوا۔ یا ابھی تک کوئی حوالہ نہیں ملا۔ اسی طرح تاریخ کشمیر کا یہ حوالہ اصول کافی میں محفوظ ہے کہ بلاد کشامرہ میں بعثت قدسی کی خبریں آرہی تھیں۔

حکومت کے چالیس اہل کتاب درباریوں نے غانم ہندی کو بعثت قدسی کی تحقیق کے لئے بھیجا۔ یہ عہدِ عباسیہ کا واقعہ ہے۔ پہلی کڑیاں مفقود ہیں۔

احادیث اور روایات میں نصیبین۔ جزیرہ موصل۔ نینوا، حران کے جنّوں کے وفد کا ذکر ہے۔ مکّی دَور میں کم از کم چھ وفد آئے تھے۔ یہ وفود صلحاء اہلِ کتاب کے تھے۔ یہ وفود اپنی اپنی قوموں میں اشاعتِ اسلام کی خشتِ اوّل بن گئے۔ یہ ایک عظیم الشان مضمون ہے جو کہ آئندہ زمانہ میں تاریخ کی روشنی میں آئے گا۔ اور قرآنی حقائق منکشف ہو جائیں گے۔

قرآن مجید میں "سورہ احقاف" اور "سورہ جنّ" میں جن وفود کا ذکر ہے۔ ان کے ادراک کے لئے کسی کلید کی ضرورت

تھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ کلید مل چکی ہے۔ قرآن کی تفسیر قرآن سے مل گئی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل پیش [illegible] ہے۔

قرآن مجید میں محکمات اور متشابہات کا ایک حسین امتزاج ہے۔ اور یہ بھی ہدایت ہے کہ متشابہات کو محکمات کے تابع رکھا جائے۔ سورۂ جنّ اور احقاف میں جنّوں کے ایمان لانے کا ذکر ہے۔ یہاں جنّات سے کیا مراد ہے۔ غیر مرئی ہستیاں یا نوعِ بشر کے افراد؟۔

سورۂ جنّ میں جنّ وانس ۔ دونوں کے لئے رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ اور رِجَالٍ مِّنَ الْجِنّ کہا گیا۔

ظاہر ہے کہ اس سے مراد رجل یعنی آدمی ہیں۔ نہ کہ غیر مرئی مخلوق ——

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلّم سے مخفی طور پر قرآن سُن کر گئے۔ اور اپنی قوم کو دولتِ ایمان سے مالا مال کر دیا۔ اس کے لئے قرآن حکیم میں محکمات کی تلاش ضروری ہے۔ متشابہات کو ان کے تابع کیجیئے۔ عقیدہ حل ہو جائے گا۔ سورۂ احقاف دیکھیئے۔ اس میں جنّوں کا یہ قول ہے کہ جنّوں نے واپس جا کر اپنی قوم سے کہا:۔

"اَے ہماری قوم! ہم نے ایک ایسی کتاب کو سُنا ہے جو موسیٰ کے بعد اتاری گئی اور جو کتابیں اس سے پہلے اُتریں۔ ان کی تصدیق کرتی ہے۔"

صاف ظاہر ہے کہ یہ جنّ تورات خواں تھے۔ اور خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لائے تھے۔ اس آیہ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جنّوں سے مراد یہاں بنی اسرائیل کا کوئی خاص طائفہ ہے —— اَب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ طائفہ کونسا ہے؟ اس کے لئے سورہ اعراف اور سورۂ جنّ کے تقابل مطالعہ کی ضرورت ہے۔ سورۂ جنّ دیکھیئے۔ جنّوں کا قول ہے:۔

وَاِنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۔

اور ہم میں سے کچھ نیک لوگ ہیں اور کچھ اس کے خلاف بھی ہیں۔

یہی الفاظ دُنیا میں پھیلے ہوئے بنی اسرائیل کے لئے وارد ہوئے۔ سورۂ اعراف میں ہے۔

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اُمَمًا مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ (۱۶۹)

اور ہم نے بنی اسرائیل کے اسباط کو زمین میں گروہ در گروہ بنا کر پھیلا دیا۔ ان میں سے کچھ نیک لوگ ہیں اور کچھ اس کے خلاف بھی ہیں۔

اس کے سیاق میں ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو بارہ قبیلوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ان پر وقتاً فوقتاً ایسے لوگ مسلط ہوتے رہے۔ جو تکلیف دِہ عذاب میں مبتلا کر دیتے۔ یہاں تک کہ ان کا قومی شیرازہ بکھر گیا۔ اور ان کے اسباط زمین میں منتشر ہو گئے۔

لیجئے قرآن نے اپنی تفسیر خود کر دی۔ سورۃ الاعراف کا بیان محکمات میں سے ہے۔ اور سورۃ جن کا بیان متشابہات قرآنی کا ایک خوبصورت ٹکڑا ہے متشابہات کو تابع رکھیے حقیقت اُبھر کر سامنے آجائے گی۔

ظاہر ہے کہ یہاں جنّوں سے مراد وہ اسباط بنی اسرائیل ہیں جو بلادِ شرقیہ کے دھندلکوں میں گم ہو کر نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تھے۔

تاریخ کے اندھیروں میں ان کا قومی کردار بڑی حد تک مخفی ہو گیا۔ اس لئے ان کے افراد کو جنّ کہا گیا۔ وہ آئے تو مخفی طور پر وہ گئے بھی تو چھپ کر۔ اہلِ مکّہ کی مخالفت کا خوف دامن گیر تھا۔ اس لئے بدرجۂ اولیٰ جنّ کہلائے۔

سورۃ احقاف میں واضح الفاظ میں ذکر ہے کہ یہ جنّ، کتابِ موسیٰ پر ایمان لانے والے ہیں —— اور سورۃ جنّ میں ہے کہ قوم کے ایک حصّہ نے عیسائیت قبول کر لی تھی۔ انہوں نے خدا کی جورو بنالی اور اپنے پیغمبر کو ابن اللہ مان لیا۔ اور انقطاعِ نبوّت کے قائل ہو گئے تھے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہاں اہلِ کتاب کے مخفی افراد کو جنّ کہا گیا۔

قرآن حکیم میں وضاحت ہے کہ اس کتاب میں محکمات ہیں۔ اور متشابہات بھی — محکمات کی طرف بات کو لوٹاؤ۔ اصل حقیقت واضح ہو جائے گی۔

بنی اسرائیل کے اسباط عشرہ تاریخ میں گمشدہ قبائل کے نام سے موسوم ہوئے۔ بلادِ شرقیہ کی اساطیر میں ان لوگوں کو دیو اور جنّ کہا گیا۔ یہ معلومہ دُنیا کی آنکھوں سے بڑی حد تک اوجھل رہے۔ ان کو جنّات (نظروں سے اوجھل) قرار دینا ایک خوبصورت استعارہ ہے۔ جو قرآن حکیم لایا ہے۔

پس محکمات نے متشابہات کو واضح کر دیا۔ تاریخ کی روشنی میں گمشدہ حقائق لائے گئے۔ اس طرح قرآنی فضیلت اظہر من الشمس ہو گئی۔

سوتے وقت کی دُعا

حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سوتے وقت یہ دُعا پڑھو تو انجام بخیر ہوگا۔ سعیدؓ بن عبیدہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت براء نے یہ دُعا دُہرا کر یاد کروائی۔

اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْھِی اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِی اِلَیْکَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِی اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ۔

(ترمذی ابواب الدعوات)

اے پروردگار میں نے اپنی تمام توجہات تیری طرف کیں۔ اور میں نے اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اور رغبت اور خوف سے اپنی پشت پناہ تجھ کو بنایا۔ تیرے سوا کوئی پناہ اور جائے نجات نہیں۔ تُو نے جو کتاب اتاری ہے اس پر ایمان لایا اور اس نبی پر ایمان لایا جو تُو نے بھیجا۔

"ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج"

مکرم محمد ابراہیم صاحب باجوہ زعیم مجلس انصار اللہ حلقہ محمود آباد۔ کراچی

آج کا عنوانِ تقریر جو میں نے اپنے لئے منتخب کیا ہے وہ ہے۔ "ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج"۔
عنوانِ مذکور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی داعی الی اللہ بننے کی تازہ تحریک کا دوسرا نام ہے۔ حضور نے اپنے متعدد خطبات اور ارشادات میں احبابِ جماعت کو اپنے آپ کو اور اپنی اولادوں کو تبلیغ حق میں جھونک دینے کے لئے بارہا ترغیب دلائی ہے۔ ہم نے اپنے آپ کو چشمۂ ہدایت سے فیض یاب کرنا ہے اور پھر اُن آنکھوں کے لئے خدا سے بصیرت مانگنی ہے جو دیکھتے ہوئے بھی اندھے ہیں اور اُن کانوں کو ہوش میں لانا ہے جو اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا کے زُمرہ میں آتے ہیں۔ ہم نے یہ کام اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کے زرّیں اصول کے تحت اور لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ کی حدود میں مقیّد رہ کر کرنا ہے۔

تاریخ شاہد ہے اور قرآنِ پاک کا فیصلہ ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا جب بھی کوئی خدا تعالیٰ کا فرستادہ قعرِ مذلت میں گھری قوم کو حیاتِ نَو بخشنے اور تجدید دین کے لئے مبعوث ہُوا۔ ناعاقبت اندیشوں نے اُسے آڑے ہاتھوں لیا۔ کبھی اُسے جادُو گر اور دیوانے کے نام سے آواز دی اور کبھی عرصۂ حیات تنگ کرنے کی کوششِ لاحصل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ یہ ناتواں انسان لایعنی تمکنت میں اس قدر آگے بڑھ جاتا ہے کہ حواس باختہ ہو جاتا ہے۔ اس کے کان کچھ سُننے کو تیار نہیں ہوتے۔ ایسے ہی لوگوں کے ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ کی ایک آواز ایسی بھی آتی ہے کہ جو صاعقہ کے رنگ میں آسمان سے نازل ہوئی ہے اور انسان سُننا چاہے یا نہ سُننا چاہے اُس کے کان اُس آواز سے پھاڑ دیئے جاتے ہیں۔ اُن کے جسموں کو مُردہ کر دیا جاتا ہے اور ایسی قوموں کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔"

کلامِ الٰہی اپنے اندر جاذبیت کی وہ تاثیر رکھتا ہے۔ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ مگر مشکل یہ ہے کہ لوگوں کے کان آوازِ حق سے بے بہرہ رہتے ہیں۔ اور اس بے خبری کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں "بیماری" کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اس تپ دق کا علاج نہایت ہی صبر و تحمل اور استقلال سے کرنا پڑے گا۔ ہمیں تشخیص کے وہ انداز اپنانا ہیں جو اپنے اندر دلربائی اور شفقت کا پہلو لئے ہوئے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کا طریق سامنے رکھیئے۔ یہ صبر آزما اور کٹھن کام از خود آسان ہوتا

چلا جائے گا۔

دوستو! احمدیت جسے ہم نے گلے لگایا ہے۔ یہ آپ کو رائیگاں نہیں جانے دے گی۔ یہ وہ فضلِ باری ہے یُؤتیہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ دُنیاوی جاہ و جلال نصیبِ احمدیت کے آگے ہیچ ہیں۔ آؤ کہ شورِ حشر برپا کر دیں۔ اور اسفل السّافلین کو تحت الثریٰ سے نکلنے کے لئے ممّد و معاون ثابت ہوں۔ یہ زندگی مستعار ہے۔ ہمارا اپنا اس پر کوئی اختیار نہیں کیوں نہ یہ راہِ حق میں دی جائے۔ حضرت امام حسینؓ کی شہادت اسکا ایک نمونہ تھی۔

اَے صاحبزادہ عبداللطیف شہید آج افغانستان اپنی نادانی پر نوحہ کناں ہے۔ اَے مظفر! تو ظفریاب ہُوا اور اَے ماسٹر عبدالحکیم ابڑو تو نے استقامت کا وہ درس دیا کہ دُور دُور تک مثال نہیں ملتی۔ ؎

جان دی۔ دی ہوئی اسی کی تھی ؎ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا

آیئے خلیفۂ وقت کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعری پیغام کو دوام دینے کے لئے اپنی زندگیوں کو قربانی کی راہوں پہ لگا دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے انصار بھائیوں، بزرگوں، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ، لجنات اماءاللہ، ناصرات الاحمدیہ کے ہر رکن کو داعی الی اللہ کا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں ابراہیمؑ کا ولولۂ توحید۔ اسمٰعیلؑ کا ایثار۔ اسحٰقؑ کی وراثتِ پدری۔ موسیٰؑ کی سعی و کوشش، ہارونؑ کی رفاقت۔ یعقوبؑ کی تسلیم۔ سلیمانؑ کا سترِ حکمت۔ ذکریاؑ کا شغفِ عبادت۔ یحییٰؑ کی عفت۔ یُونسؑ کا اعتراف۔ لُوطؑ کی جانفشانی۔ ایوبؑ کا صبر اور حضرت مسیح موعودؑ کی استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا البلاغ۔

؎ جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

غالب آنے کے ہتھیار

"ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت۔ خدا تعالیٰ کی عظمت کو مدّنظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہے۔ نماز دُعا کی قبولیت کی کُنجی ہے۔" (ملفوظات جلد ۵ صـ ۳۰۳)

قائد اصلاح وارشاد
(مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ماہنامہ انصار اللہ کی توسیع اشاعت میں حصّہ لینے والے احباب

ماہنامہ "انصار اللہ" مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان ہے۔ خدا کا شکر اور احسان ہے کہ احباب جماعت بالعموم اور ممبران انصار اللہ اپنے اس ترجمان کی توسیع اشاعت میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ بائیس اور تیئیس جنوری کو مرکزی وفد سے فیصل آباد کے احباب نے تعاون فرماتے ہوئے ایک سو پچاس نئے خریدار مہیا کئے جزاھم اللہ احسن الجزاء　　(مینیجر ماہنامہ انصار اللہ)

۱۔	مکرم شیخ محمود احمد صاحب	۲۵ نئے خریدار	۵۰۰ روپے
۲۔	〃 شیخ سمیع اللہ صاحب سفینہ والے	۲۰ 〃 〃	۴۰۰ 〃
۳۔	〃 شیخ عبدالمجید صاحب	۱۵ 〃 〃	۳۰۰ 〃
۴۔	〃 حمید احمد چودھری صاحب	۱۰ 〃 〃	۲۰۰ 〃
۵۔	〃 میاں مبارک احمد صاحب ناظم ضلع	۵ 〃 〃	۱۱۰ 〃
۶۔	〃 چودھری عبدالغنی صاحب زعیم اعلیٰ دارالذکر	۵ 〃 〃	۱۰۰ 〃
۷۔	〃 شیخ محمد لطیف صاحب زعیم اعلیٰ دارالفضل	۵ 〃 〃	۱۰۰ 〃
۸۔	〃 ڈاکٹر فضل کریم صاحب کریم نگر	۵ 〃 〃	۱۰۰ 〃
۹۔	〃 نذیر احمد صاحب سہگل	۵ 〃 〃	۱۰۰ 〃
۱۰۔	〃 میاں سعید اختر صاحب	۵ 〃 〃	۱۰۰ 〃
۱۱۔	〃 شیخ عزیز احمد صاحب دارالفضل	۵ 〃 〃	۱۰۰ 〃
۱۲۔	〃 شیخ بشیر احمد صاحب 〃	۵ 〃 〃	۱۰۰ 〃
۱۳۔	〃 شیخ غلام سرور صاحب 〃	۵ 〃 〃	۱۰۰ 〃
۱۴۔	〃 ملک عبدالسمیع صاحب 〃	۵ 〃 〃	۱۰۰ 〃
۱۵۔	〃 چوہدری عبداللطیف صاحب 〃	۵ 〃 〃	۱۰۰ 〃
۱۶۔	〃 شیخ لئیق احمد صاحب دارالذکر	۵ 〃 〃	۱۰۰ 〃
۱۷۔	〃 چودھری مشتاق احمد صاحب ایس ڈی او دارالذکر	۵ 〃 〃	۱۰۰ 〃
۱۸۔	〃 نسیم احمد صاحب دارالذکر	۵ 〃 〃	۱۰۰ 〃

″	١٠٠ — ٠٠	″	″	٥	[illegible]	″ ٧١٠
″	١٠٠ — ٠٠	″	″	٥	[illegible]	″ ٦١٠
″	١٠٠ — ٠٠	″	″	٥	[illegible]	″ ٨١٠
″	١٠٠ — ٠٠	″	″	٥	[illegible]	″ ٥١٠
″	١٠٠ — ٠٠	″	″	٥	[illegible]	″ [illegible]
″	١٠٠ — ٠٠	″	″	٥	[illegible]	″ [illegible]
″	١٠٠ — ٠٠	″	″	٥	[illegible]	″ [illegible]
″	١٠٠ — ٠٠	″	″	٥	[illegible]	″ ١١٠
″	١٠٠ — ٠٠	″	″	٥	[illegible]	″ ٠١٠
″	١٠٠ — ٠٠	″	″	٥	[illegible]	″ ٦٠
″	١٠٠ — ٠٠	″	″	٥	[illegible]	″ ٧٠
″	١٠٠ — ٠٠	″	″	٥	[illegible]	″ ٦٠
″	١٠٠ — ٠٠	″	″	٥	[illegible]	″ [illegible]
″	١١٠ — ٠٠	″	″	٥	[illegible]	″ ٥٠
″	[illegible] — ٠٠	″	″	١٠	[illegible]	″ [illegible]
″	[illegible] — ٠٠	″	″	٥١	[illegible]	″ [illegible]
″	[illegible] — ٠٠	″	″	[illegible]	[illegible]	″ [illegible]
[illegible] ٥٠٠	— ٠٠	[illegible]		[illegible]	[illegible]	١٠

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۹.	مکرم رانا محمد افضل صاحب دار الذکر	۵ نئے خریدار	۰۰ — ۱۰۰ روپے
۲۰.	" چوہدری ناصر احمد صاحب دار الفضل	۵ " "	۰۰ — ۱۰۰ "
۲۱.	" شیخ عبدالقادر صاحب "	۵ " "	۰۰ — ۱۰۰ "
۲۲.	" شیخ محمد شفیع صاحب "	۵ " "	۰۰ — ۱۰۰ "
۲۳.	" ڈاکٹر محمد محسن صاحب "	۵ " "	۰۰ — ۱۰۰ "
۲۴.	" مولوی عبداللطیف صاحب "	۵ " "	۰۰ — ۱۰۰ "
۲۵.	" چوہدری احمد دین صاحب	۲۵ " "	۰۰ — ۵۰۰ "
۲۶-	متفرق	۱۵ " "	۰۰ — ۲۹۰ "

بقیہ بدر کے میدان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

از صہ ۲۹ سے آگے

اسود بن عبدالاسد. نبیہ بن حجاج. ذمعہ بن اسود بن مطلب کو ثابت بن جذع نے قتل کیا. (ابن ہشام جلد ۲)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوم بدر کو یوم فرقان کہا کہ عظیم الشان معجزہ کا ظہور اس دن ہوا۔ حق و باطل میں فیصلہ اس روز ہو گیا۔ اسلام و کفر کے پہلے معرکہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا کا یہ نتیجہ ظاہر ہوا کہ اسلام کی بیخ کنی کرنیوالوں کا اپنا زور ٹوٹ گیا۔ ظلم و ستم توڑنے والے آج اپنے انجام کو پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَوَلَمَّا اَصَابَتْکُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْھَا. (آلِ عمران آیت: ۱۶۶)

کہ اُحد کے روز تمہیں جو تکلیف پہنچی تم بدر کے روز اس سے دُگنا نقصان ان کو پہنچا چکے ہو۔

مکّہ کا کوئی گھر نہ تھا جس سے نالہ و شیون بلند نہ ہوئے تھے۔ یہ سب کچھ اُس فانی فی اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جو آپ نے مکّہ میں اس روز نام لے لے کر کی تھیں۔ جس روز آپ پر اونٹنی کی بچہ دانی عقبہ نے رکھی تھی اور جو دعا بدر کے میدان میں جھونپڑے میں آپ نے کی تھیں۔ کیا خوب کہا کسی نے۔ ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن ٭ اجابت از درِ حق بہرِ استقبال مے آید

مظلوم کی دعا سے ڈرو کہ جب وہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے۔ قبولیت درگاہ باری سے استقبال کے لئے آتی ہے۔

بچوں کا صفحہ

جانوروں سے شفقت اور رحم!

پیارے بچّو! ہمارا خدا بہت رحم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ ہم اس کے بندے ہیں اس لئے ہمیں بھی اس کی اس صفت میں رنگین ہونے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ ہمیں خدا کی ساری مخلوق پر رحم کرنا چاہیئے۔ انسانوں پر بھی۔ حیوانوں پر بھی۔ آیئے اس بارہ میں ہم آپ کو اپنے پیارے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی کے چند واقعات سُنائیں۔

ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم اپنے ایک صحابی کے گھر تشریف لے گئے۔ اُن کا اُونٹ آپ کو دیکھ کر بلبلایا۔ آپ نے اس صحابی سے فرمایا۔ تمہارے اُونٹ نے میرے پاس شکایت کی ہے اسے چارہ کم دیتے ہو۔ کام زیادہ لیتے ہو۔

آپ نے کسی پرندہ کو باندھ کر نشانہ لگانے سے منع کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جانور کو ذبح کرے تو چُھری کو تیز کر لیا کرے۔ کُند چُھری سے ذبح نہ کرے کہ یہ بھی جانور پر ظُلم ہے۔

ایک روز ایک نوجوان صحابی نے سفر میں ایک پرندہ کے انڈے گھونسلے سے نکال لئے۔ وہ پرندہ اس کے سر پر منڈلانے لگا۔ اور آواز نکالنے لگ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ ماجرا دیکھا تو فرمایا کس نے اس کے انڈے لے کر اس کو تکلیف دی ہے۔ پھر فرمایا اس کے انڈے وہیں رکھ دو۔

آپ نے فرمایا ایک عورت کو خدا نے اس لئے بخش دیا کہ اُس نے کُتّے کے پیاسے بچّے کو پانی پلایا تھا۔

اِس زمانہ کے مامور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے غلام حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے ایک روز دیکھا۔ کچھ بچّے جن میں آپ کے بچّے بھی تھے۔ گھر کی چڑیاں پکڑ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا میاں گھر کی چڑیاں نہیں پکڑا کرتے۔

ایک بار ایک صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ میں جب مسلمان نہیں ہوا تھا۔ میں پرندوں کو دانے ڈالا کرتا تھا۔ کیا مجھے اسلام سے پہلے عمل کا بھی کوئی ثواب ملے گا۔ اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تمہیں اسلام کی توفیق اُسی نیکی کی وجہ سے ملی ہے۔

پیارے بچّو! اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں جہاں حلال جانوروں کا گوشت کھانے کی اجازت ہے کہ یہ سب کچھ اللہ نے انسان کے لئے پیدا کیا۔ وہاں ہمیں جانوروں سے شفقت اور رحم کی تعلیم بھی دی ہے۔ اُنہیں پُوری غذا دو۔ بیمار یا زخمی ہوں تو اُن کا علاج کرو۔ ان سے پیار و شفقت کرو کہ وہ بھی خدا کی مخلوق ہیں۔

ہمارا ایمان

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے رسُول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشرِ اجساد حق اور روزِ حساب حق، اور جنت حق، اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظِ بیانِ مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمۂ طیّبہ پر ایمان رکھیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی پر مریں۔ تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے اُن سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہلِ سُنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں اُن سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔"

(ایام الصلح صفحہ ۸۶، ۸۷)